جلد 27 شمارہ 6 ماہ جون 2025ء ذی الحج 1446ھ

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا

صداقت

اللہ

محبت

سلسلہ عالیہ توحیدیہ

ہے عرش بھی نیچا جو ہو پرواز مسلسل

ماہنامہ

فلاحِ آدمیت

سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا تعارف اور اغراض ومقاصد

- سلسلہ عالیہ توحیدیہ ایک روحانی تحریک ہے جس کا مقصد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق خالص توحید، اتباع رسول، کثرت ذکر مکارم اخلاق اور خدمت خلق پر مشتمل حقیقی اسلامی تصوف کی تعلیم کو فروغ دینا ہے۔
- کشف وکرامات کی بجائے اللہ تعالیٰ کے قرب وعرفان اور اس کی رضا ولقاء کے حصول کو مقصود حیات بنانے کا ذوق بیدار کرنا ہے۔
- حضور ﷺ کے اصحاب کی پیروی میں تمام فرائض منصبی اور حقوق العباد ادا کرتے ہوئے روحانی کمالات حاصل کرنے کے طریقہ کی ترویج ہے۔
- موجودہ زمانے کی مشغول زندگی کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے نہایت مختصر اور سہل العمل اوراد واذکار کی تلقین۔
- غصہ اور نفرت، حسد وبغض، تجسّس وغیبت اور ہوا وہوس جیسی برائیوں کو ترک کر کے قطع ماسواء اللہ، تسلیم ورضا عالمگیر محبّت اور صداقت اختیار کرنے کو ریاضت اور مجاہدے کی بنیاد بنانا ہے۔
- فرقہ واریت، مسلکی اختلافات اور لاحاصل بحثوں سے نجات دلانا۔ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی اہمیت کا احساس پیدا کر کے اپنی ذات، اہل وعیال اور احباب کی اصلاح کی فکر بیدار کرنا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی رضا اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی اور ملت اسلامیہ کی بہتری کی نیت سے دعوت الی اللہ اور اصلاح وخدمت کے کام کو آگے بڑھانا اپنے مسلمان بھائیوں کے دلوں میں قلبی فیض کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی محبّت بیدار کرنا اور روحانی توجہ سے ان کے اخلاق کی اصلاح کرنا ہے۔

ماہنامہ

فلاحِ آدمیّت

گوجرانوالہ

عالمگیر محبت اور بنی نوع انسان کی اصلاح و فلاح کا علمبردار

بیاد
خواجہ عبدالحکیم انصاری رح
بانی سلسلہ

محمد صدیق ڈار رح
بانی مجلّہ فلاح آدمیت

شیخ سلسلہ و مدیر سے رابطہ
مرکز تعمیر ملت (ڈاکخانہ سیکنڈری بورڈ) وحید کالونی کوٹ شاہاں گوجرانوالہ
info@tauheediyah.com :ای میل Ph: 055-3411030
Website www.tauheediyah.com

پبلشر عامر رشید انصاری نے معراج دین پرنٹرز مچھلی منڈی لاہور سے چھپوا کر مرکز تعمیر ملت، جی ٹی روڈ گوجرانوالہ سے شائع کیا

قیمت شمارہ -/30 روپے ❀❀❀ سالانہ فنڈ -/300 روپے

اس شمارے میں

پیامِ قرآن

بَلَى مَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ وَاتَّقَى فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ۔ (سورۃ آل عمران ۳: آیت ۷۶)

جو بھی اپنے عہد کو پورا کرے گا اور برائی سے بچ کر رہے گا وہ اللہ کا محبوب بنے گا کیونکہ پرہیز گار لوگ اللہ کو پسند ہیں۔

كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ۔ أُولَئِكَ جَزَاؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ۔ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ (سورۃ آل عمران ۳: آیات ۸۶۔۸۹)

اللہ ایسی قوم کو کیسے ہدایت دے گا جنہوں نے ایمان کے بعد کفر کو اختیار کیا اور وہ اس بات کی گواہی دے چکے تھے کہ (یہ) رسول سچا ہے اور ان لوگوں کے پاس روشن نشانیاں بھی آچکی تھیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا بدلہ یہ ہے کہ ان پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور انسانوں سب کی لعنت ہے۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے، نہ ان سے عذاب ہلکا ہوگا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے کفر کے بعد توبہ کرلی اور اپنی اصلاح کرلی تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک ہانڈی لائی گئی جس میں کئی قسم کی ہری ترکاریاں تھیں۔ (پیاز یا گندنا بھی) آپ ﷺ نے اس میں بو محسوس کی اور اس کے متعلق دریافت کیا۔ اس سالن میں جتنی ترکاریاں ڈالی گئی تھیں وہ آپ ﷺ کو بتادی گئیں۔ وہاں ایک صحابی موجود تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کی طرف یہ سالن بڑھا دو۔ آپ ﷺ نے اسے کھانا پسند نہیں فرمایا اور فرمایا کہ تم لوگ کھالو۔ میری جن سے سرگوشی رہتی ہے تمہاری نہیں رہتی۔ (کُل، فَاِنِّی اُنَاجِی مَن لَا تُنَاجِی۔)

(کتاب الاذان، صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہر مسلمان پر حق ہے کہ ہر سات دن میں ایک دن (جمعہ میں) غسل کرے۔

(کتاب الجمعہ، صحیح بخاری)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ ایک کھجور کا تنا تھا جس پر نبی کریم ﷺ ٹیک لگا کر کھڑے ہوا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ کے لئے منبر بن گیا (آپ ﷺ نے اس تنے پر ٹیک نہیں لگایا) تو ہم نے اس سے رونے کی آواز سنی جیسے دس مہینے کی گابھن اونٹنی آواز کرتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے منبر سے اتر کر اپنا ہاتھ اس پر رکھا (تب وہ آواز موقوف ہوئی)۔

(کتاب الجمعہ، صحیح بخاری)

ندائے عارف

(فرمودات شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد یعقوب صاحب توحیدی مدظلہُ)

(ماجد محمود توحیدی)

☆ ایک خادم حلقہ کی طرف سے حلقہ ذکر میں نہ پہنچنے کی بات پر ان سے مخاطب ہوئے اور فرمایا:

ہماری کتابوں میں اس کی اجازت نہیں ہے، یہ قدرتی بات ہے۔ پتا نہیں کیا ہے، میں تو اس کی اجازت نہیں دیتا کہ حلقہ ذکر نہ ہو یا یہ کوئی اور کرائے، میں اس چیز کے حق میں نہیں ہوں۔ جو مرضی آپ لوگ کہیں مگر میں اس معاملے میں بڑا Strict ہوں۔ مجھے یہ بات نہیں پسند کہ حلقہ ذکر جہاں ہو، خادم حلقہ نہ پہنچے لیکن آپ کی اب ذمہ داری ایسی تھی کہ آپ چھوڑ کے نہیں آسکے ہوں گے۔ چلو اللہ تعالیٰ آپ کو بھی معاف کرے اور اللہ تعالیٰ بھائیوں پر بھی اپنا کرم کرے جنہوں نے ذکر کروالیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور توفیق دے۔ اللہ اپنا فضل فرمائے لیکن یہ ذہن میں رکھیں کہ میں اس حق میں نہیں ہوں کہ میں زندہ ہوں، حلقہ ہو رہا ہو اور میں گھر میں بیٹھا ہوں، یہ نہیں ہو سکتا۔ آپ جہاں مرضی ہے جائیں۔ اگر موجود ہوں تو ہونا تو چاہیے لیکن ایسی کوئی مجبوری ہے تو ہمیں تھوڑی سی جگہ دے دیں، ہم اپنے یار کو بلا کے پیار کر کے واپس چلے جائیں گے، ہمارا کوئی مسئلہ نہیں ہے، کوئی گلہ شکوہ نہیں ہے۔ ہم مل کے چلے جایا کریں گے۔ That's it۔

ہمارا لاہور میں بدھ کے دن حلقہ ہوا کرتا تھا۔ پتا نہیں کیا ہوا تھا بارش بھی بہت تیز تھی اور میں کہیں آفس میں پھنسا ہوا تھا، میں حلقے پر نہیں گیا۔ بھائی گئے تھے۔ اگلے ہفتے کو

پتا چلا کہ باباجی نے کہا ہے کہ آج اس بارش میں جتنے بھائی حلقے میں آئے ہیں سب جنتی ہیں۔ یہ قسمت کی بات تھی ہم اُس دن غیر حاضر تھے۔ یہ موقع محل کی بات ہوتی ہے۔ پتا نہیں ایسا موقع کب آتا ہے، کیسے آتا ہے، اچانک آ جاتا ہے۔اس لئے یہ Dot نہیں لگنی چاہئے۔ جو حاضری ہے وہ Must ہونی چاہئے، کچھ بھی ہو جائے۔ میں اس دن حلقے پر نہیں گیا۔ مجبوری تھی ورنہ میں حلقہ چھوڑتا نہیں تھا۔کوئی مجبوری ہوگی۔اللہ اپنا فضل فرمائے۔

☆ ایک حلقہ ذکر کے حوالے سے بات ہوئی تو فرمایا:

مجھے رپورٹ مل گئی ہے کہ **ماشاء اللہ** بہت اچھا ذکر ہوا اور تقریباً سارے ہی بھائی آ گئے تھے بڑی خوشی ہوئی، اللہ کا شکر ہے کہ بھائی پورے ذوق شوق سے آئے اور سب نے ذکر بھی پورے ذوق وشوق سے کیا۔**الحمد للہ**۔ یہ اللہ کا احسان ہے۔یہ اللہ ہی توفیق دیتا ہے تو آدمی سارا کچھ کر لیتا ہے،بعد میں موٹا خود ہوتا ہے، پھولتا ہے کہ میں نے یہ کر لیا لیکن یہ سارا کچھ اللہ کی توفیق سے ہی ہوتا ہے۔ **الحمد للہ**۔اللہ کا شکرادا کرنا چاہئے۔

☆ ایک حلقہ میں کسی کی دوسرے کسی بھائی سے کنارہ کشی کی صورت نظر آئی تو فرمایا:

ملتے رہا کریں گے تو آپ کو بڑے اچھے اچھے لوگ ملیں گے۔جس دن اچھے لوگ ختم ہو گئے قیامت آ جائے گی۔یہ یاد رکھیں۔پھر قیامت میں کوئی دیر نہیں ہوگی۔ابھی کچھ اچھے لوگ اس دنیا میں ہیں۔اس لئے ابھی دنیا قائم ہے۔ورنہ دنیا کے اجڑنے میں دیر نہیں لگتی۔ایک آدمی صحیح کلمہ گو جب تک زندہ ہے قیامت نہیں آئے گی۔ جہاں جانا ہو چلے جاؤ۔ ہر ایک سے پیار کرو۔زیادہ باتیں مت کرو اگر برداشت نہیں کر سکتے۔اگر برداشت کر سکتے ہو تو کرو۔کوئی معمولی سی ضد بھی آدمی کیوں کرے کہ میں نے کہہ دیا تھا کہ اب نہیں جاؤں گا،

ایسانہیں ہے۔اس ضد کوتوڑو۔یہی شیطان ہوتا ہے۔دل میں مت رکھو بات۔جاؤ پیار کرنے کے لئے۔اصل بات یہی ہوتی ہے اپنی ضد کوتوڑنا۔اپنے آپ کو نیچے کرنا۔یہ تکبر ہی ہے جس نے شیطان کو ہمیشہ کے لئے راندہ درگاہ بنا دیا ہے۔یہ اسی معمولی سی بات سے بات شروع ہوتی ہے۔عاجزی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔اللہ آپ کوخوش رکھے۔

☆ خوب اللہ اللہ کرو۔وقت تو نکالنا پڑتا ہے۔تم زندہ ہواور وقت تمہارے پاس نہیں ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ زندگی وقت ہے ناں۔

اللہ آپ کے مراتب بلند فرمائے اور اللہ آپ سے حلقے کا کام کرائے۔آپ لوگ بڑے بڑے کام کریں۔حلقہ پھلے پھولے اور چہار دانگ عالم میں اس کا نام روشن ہو۔ یہ انصاری کا حلقہ ہے۔دعا بھی کریں اور کوشش بھی کریں ان شاء اللہ یہ پھیلے گا۔ ان شاء اللہ ۔جیسے لوگ سامنے آئیں گے اللہ کے فضل سے کام چلے گا۔بڑے درو سے اس حلقے کی انہوں نے ترویج کی ہے۔بڑی محنت کی ہے۔دن رات ایک کیا ہے۔ایک دفعہ سارے لوگ بیٹھے ہوئے تھے تو کہا کہ میں تو اپنی ڈیوٹی پوری کررہا ہوں، پتا نہیں لوگ کیوں سست پڑتے جارہے ہیں؟ میری سمجھ یہ بات نہیں آتی۔میں تو اپنی ڈیوٹی پوری کررہا ہوں۔ یہ انصاری صاحب کے الفاظ ہیں۔اُنہوں نے اُس عمر میں بھی حلقے کے بھائیوں کو نہیں بھلایا اُس وقت بھی یاد رکھا اور اپنی ڈیوٹی کرتے رہے۔

☆ ایک بھائی کوحوصلہ دیتے ہوئے فرمایا: اللہ کا شکر ہے الحمدللہ میں ٹھیک ہوں۔چھوٹی موٹی باتیں اللہ ایسے ہی Cover کر لیتا ہے یار۔اللہ آپ کوخوش رکھے۔ اللہ اللہ کرنے والے ایسی باتوں کی پرواہ نہیں کرتے۔اللہ خود ہی ٹھیک کردیتا ہے۔اللہ آپ کو

ہمت دے، حوصلہ دے۔ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے۔ آپ حلقے کی اتنی خدمت کر رہے ہیں اللہ آپ کو خوش رکھے گا فکر مت کریں۔

☆ ایک بھائی نے تسلیم ورضا سے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

بابا جی نے ہمیں 'تسلیم ورضا' اور 'قطع ماسوئ اللہ' یہ دونوں مجاہدے کی مد میں بتائے ہیں 'تسلیم ورضا' جیسا کہ اس کے نام سے ہی ظاہر ہے، 'تسلیم' کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے جو بھی ہمارے ساتھ ہو، جو سلوک ہو، جو حکم ہو ہم اُسے خوشی خوشی قبول کرلیں۔ 'رضا' کا مطلب ہے خوشی خوشی۔ ہم اُس حکم کو دل و جاں سے تسلیم کرلیں اور اس کے مطابق عمل کریں جو حکم اللہ میاں نے ہمیں دیا ہے یا جو ہمارے ساتھ ہو رہا ہے۔

یہ تسلیم ورضا پر کم عمل کرنے کی دلیل ہے کہ ہم ہر بات میں کہیں کہ یہ میرے ساتھ ہی کیوں ہو رہا ہے، مجھے یہ نقصان ہو گیا، مجھے یہ تکلیف ہے، میں ٹھیک ہی نہیں ہو رہا، علاج بھی کرائے، بے پناہ یہ کیا وہ کیا وغیرہ وغیرہ جتنی تکالیف انسان کو اس زندگی میں پیش آتی ہیں ان ساری تکلیفوں کو آدمی گنتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے ساتھ یہ ہوا۔ کسی صوفی کے لئے اس کا یہ کہنا کہ میرے ساتھ یہ کیوں ہو رہا ہے، کیسے ہو رہا ہے، اس سے بڑی گستاخی دوسری نہیں ہے۔

تسلیم ورضا کا مطلب یہی ہے کہ جو کچھ بھی آپ کے ساتھ ہو رہا ہے، آپ جس حالت میں بھی ہیں، **الحمد للہ** دل کی گہرائیوں سے آپ کی زبان پر آنا چاہئے اور اس بات کو جو آپ کو تکلیف ہے اسے اُسی اللہ کی طرف واپس کر دینا چاہئے جو اللہ آپ کے ساتھ کر رہا ہے۔ تو جانے تیرا کام جانے، میں تو یہ ہوں، آپ کے سامنے ہوں۔ کر جو مرضی ہے کر یہ ہے تسلیم ورضا۔ کسی صورت میں شکایت کرنا یا شکوہ کرنا یہ بہت بڑی گستاخی ہے۔ عام لوگوں کے لئے بھی اچھا نہیں ہے لیکن جو آدمی فقیر ہونے کا دعویٰ کرے اُس کے لئے تو اس سے بڑی

گستاخی دوسری نہیں ہے کہ ساری زندگی تو موتا کرکر کے تمہیں سارا کچھ دے دیا اور آخر میں اتنی سی تکلیف آگئی تو اس میں لگے گلے شکوے کرنے تو یہ بڑی گستاخی ہے۔اور یہی تسلیم و رضا کے خلاف ہے۔اگر یہ بات آپ لوگوں کے ذہن میں Clear ہےتو بس سمجھو کہ تسلیم و رضا کا آپ کو پتا ہے،اب صرف اُس پر عمل کرنے کی دیر ہے اور عمل آپ کے ارادے سے ہی ہو جاتا ہے۔جب ارادہ کرلیں گے آپ کہ ہم نے آئندہ یہ گلہ شکوہ نہیں کرنا اور ہر معاملے میں اللہ کا شکرادا کرنا ہےتو سمجھو کہ آپ نے تسلیم و رضا پر عمل کرلیا۔

'قطع ماسوئ اللہ' جو ہے یہ وہی چھوٹی سی سورہ مزمل میں آیت ہے:

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلاً۔

بقول باباجی کے یہ پورے تصوف کی بنیاد ہے کہ اسی چھوٹی سی آیت سے تصوف کا اتنا بڑا موضوع سامنے آیا ہے۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلاً۔

اپنے رب کے نام کا ذکر کرو اور سب کچھ چھوڑ کے اُس کے ہو جاؤ۔

اب یہ بات ہے کہ اس میں سب کچھ چھوڑ کے اُدھر ہونے کا مطلب جو ہے اس کو سمجھنا چاہئے کیونکہ ہم دنیا میں رہتے ہیں اور دنیا کے سارے کام بھی ہم نے کرنے ہیں،وہ بھی اللہ نے ہمارے ذمے لگائے ہیں۔ہم نے حلال کا کھانا پینا ہے،اپنے بچوں کو کھلانا ہے۔اپنے آپ کے ہم پر حقوق ہیں،اپنے بچوں کے ہم پر حقوق ہیں،اللہ کی دوسری مخلوق،پڑوسی،دوست احباب کے،رشتہ داروں کے سب کے حقوق ہیں۔ان سب حقوق کو ہم اُسی صورت میں پورا کرسکتے ہیں کہ ہم یہاں اپنے آپ کو حلال رزق کمانے کے لئے بھی تیار رکھیں۔یہ سب کچھ کرنے میں ظاہر ہے ہماری بات پھر وہ نہیں ہوگی کہ کیسے ہم یہ سارا کچھ کریں گے کہ اللہ کو چھوڑ کر سارا کرلیں گے۔

ہمارے سامنے جو اللہ میاں نے ہمیں حضور اقدس ﷺ کی زندگی کی مثال دی ہے۔آپ ﷺ سے زیادہ اللہ اللہ کسی نے بھی نہیں کی ہوگی۔جتنا ذکر اللہ کا آپ ﷺ نے کیا وہ شاید کوئی بھی نہیں کرسکتا تو آپ ﷺ نے وقت کیسے گزارا؟

اس آیت کا اصل ترجمہ بالکل یہی ہے کہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے نقش قدم پر چلیں اور آپ ﷺ نے جس جس معاملے میں جو جو رویہ اختیار کیا اس رویے کو ہم بھی اختیار کریں اور آپ ﷺ کے کہنے کے مطابق اپنی زندگی گزاریں۔یہی قطع ماسویٰ اللہ ہوگا کہ آپ دنیا کے سارے کام کریں لیکن دل میں اس کو اتنی جگہ دیں۔جس وقت آپ کے ساتھ وہ واقعہ پیش آیا وہ ایک منٹ، دو منٹ، دس منٹ آپ پر اثر کرے اور اس کے بعد آپ اُسے جھٹک دیں اور اپنے کام میں شروع ہوجائیں۔اللہ اللہ کرنا شروع ہوجائیں۔اس معاملے کو اللہ میاں کے ذمہ لگالیں۔یہی قطع ماسویٰ اللہ ہوگا کہ دل میں کسی چیز کو جگہ مت دو۔دنیا،اس میں کوئی چیز لڑائی جھگڑا طوفان جو بھی آئے دل میں اس کو جگہ مت دیں۔دل سے اس کو نکال دو اور اپنی توجہ کو اللہ کی طرف،اللہ کی یاد کی طرف Divert کردو۔اسے ہی قطع ماسویٰ اللہ کہتے ہیں۔

جو کچھ کرو حضور اقدس ﷺ کے نقش قدم کو سامنے رکھو کہ آپ ﷺ نے اس دنیا میں یہ کام جو آپ کرنے جارہے ہیں یہ کیسے کیا؟ بس۔یہ ایک لمحے کی سوچ ہوگی اور فوراً حضور ﷺ کی سیرت سامنے آجائے گی اور آپ اس سے واقف ہوجائیں گے،آپ اُسی طرح عمل کرلیں گے اور اللہ راضی ہوجائے گا۔

بس یہ خیال رکھیں کہ حضور اقدس ﷺ کی شخصیت، آپ کی سنت، اور آپ کی احادیث مبارکہ جو کچھ آپ کو یاد ہے وہ آپ کی نظروں سے اوجھل نہ ہو۔ ان شاء اللہ یہی وہ باتیں ہوں گی جو آپ کو ان دونوں مجاہدوں میں کامیاب کردیں گی۔

باقی غصہ اور نفرت جو ہے وہ تو آپ کو بیعت نامے میں ہی حکم مل گیا ہے کہ میں غصہ

اورنفرت بالکل چھوڑ دوں گا،اس پرتو آپ نے دن بھر،رات اورجس وقت موقع بنے،عمل کرنا ہےاوراس میں سب سے بڑیPractice کامرکز باباجی نے آپ کا گھر بتایا ہے۔ اگر آپ اپنے گھرمیں اس کیPractice کریں تو اس کوزیادہ دیرنہیں لگے گی۔اس میں صرف برداشت کی بات آجاتی ہے۔اگرآپ برداشت کریں تو غصہ خودبخودہی ختم ہوجائے گا انشاء اللہ۔ٹھنڈے دل سے آپ اگلے کی بات کوسنیں اوراگرغلط بات کرے تو اس کو برداشت کرکے پیار سے اُس بات کوواپس کردیں تو بات بن جائے گی ان شاء اللہ۔یہ Practice اپنے گھر سے کریں اللہ تعالیٰ آپ کوکامیاب کرے گا کوئی مسئلہ نہیں ہے اللہ آپ کے ساتھ ہے۔

☆ دیدارذات باری تعالیٰ کے لئے بہت بلند معیارات سے متعلق سوال کیا گیا کہ یہ اس قدر بلند معیارات تو بہت بڑی بات ہیں۔کیسے پیدا ہوں گے؟اس پرفرمایا:

یہ یادرکھوکوئی بھی کام مشکل نہیں ہے۔اب آپ چھوٹے چھوٹے جوکام کرسکتے ہیں یہ بھی کسی وقت آپ کے لئے مسئلہ تھا،اب وہ مسئلہ نہیں رہا۔آپ ایک ایک قدم آگے بڑھتے جائیں تو یہ آپ کوپتا بھی نہیں چلے گااورانشاء اللہ اپنے موقع پراللہ تعالیٰ آپ کوپہنچا دے گا۔یہ کوئی مشکل نہیں ہے۔ارادے بلند ہوں۔

ہےعرش بھی نیچا جوہو پرواز مسلسل

یہ باباجی نے جولکھا ہے یہ ایسے ہی نہیں لکھ دیا۔

ہےعرش بھی نیچا جوہو پرواز مسلسل

بس پروازمسلسل رکھیں۔اس میں غوطے مت لگائیں اوراپنے آپ کوکمزورمت سمجھیں۔جب اللہ تمہارے ساتھ ہےتو پھر کمزوری کس بات کی؟ نہ اپنے آپ کوکمزور سمجھیں

اور نہ اپنے آپ کو گراہوا سمجھیں۔ آپ اللہ اللہ کر رہے ہیں الحمد للہ۔ اللہ کا شکر ادا کریں اور پورے اعتماد کے ساتھ آگے بڑھیں انشاء اللہ کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔

☆ ہمیں ہر حال میں اللہ کا شکر گزار رہنا چاہئے۔ ہماری ذات میں کوئی ایسی خوبی نہیں ہے لیکن اللہ نے جو عطا کیا ہے الحمد للہ وہ ہے۔ ہمیں عاجزی اور انکساری کبھی نہیں چھوڑنی چاہئے اور حضور اقدس ﷺ نے جو طریقہ بتایا ہے اس کو نظر میں رکھیں کہ اگر آپ بہت زیادہ امیر ہو گئے ہیں یا بہت زیادہ نیک ہو گئے ہیں تو اس معاشرے میں نظر ڈالیں آپ کو اپنے سے زیادہ نیک اور اپنے سے زیادہ امیر نظر آئیں گے تو آپ کی جو تکبر والی شے آپ کے اندر آنے لگی ہے وہ اللہ میاں اسے خود بخود Counter کرلے گا۔ یا آپ بالکل ہی گئے گزرے ہیں، کمزور ہیں، بھوکے ہیں، کچھ کھانے کو نہیں ہے، بیمار ہیں وغیرہ وغیرہ تو آپ اسی معاشرے میں دیکھیں تو آپ کو اپنے سے زیادہ گئے گزرے لوگ بھی نظر آئیں گے تو آپ کو پھر بھی شکر کرنے کا موقع مل جائے گا۔

میں نے پہلے تسلیم ورضا کے معاملے میں بھی عرض کی تھی کہ اگر ہم کوئی عمل کوئی اپنی سوچ قائم کرنے سے پہلے حضور اقدس ﷺ کی سنت اور آپ ﷺ کی فرمائی ہوئی کوئی ایک آدھ بات جو ذہن میں ہے اگر ان پر اپنی گرفت مضبوط رکھیں گے تو انشاء اللہ ہم میں خود بخود ہی ان ساری باتوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت آجائے گی اور اللہ ہماری دستگیری فرمائے گا لیکن یہ یاد رکھیں کہ اپنی کسی بھی کامیابی کو اپنی کامیابی قطعاً مت سمجھیں۔ اللہ کا شکر ادا کریں اور یہ سب اللہ کی دین ہے۔ جسے اللہ چاہے جو دے دے، وہ مالک ہے۔ اس کو اپنی ذاتی کامیابی سمجھ لینا یہی سب سے بڑی غلطی ہوگی۔ اپنی کامیابیوں پر اور اپنی اس پرواز پر رشک کبھی نہ کرنا کہ یہ میری ہے، میں کر رہا ہوں۔ یہ آپ کو کوئی کرانے والا کرا رہا ہے۔ اُس کا شکر

ادا کریں اور اس سے کسی صورت میں دور ہٹنے کی کوشش مت کریں ۔بس یہ اپنا نصب العین بنالیں کہ اس کا شکر کریں کہ ہمارا اللہ ہماری دستگیری فرمارہا ہے اور ہم آگے بڑھ رہے ہیں۔

ہمارا اپنا کیا ہے؟ ہم تو بک گئے۔جس دن ہم نے بیعت کی، ہم بک گئے۔ ہمارا کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ آگے کچھ ہے اور نہ پیچھے کچھ ہے۔قرآن بھی کہتا ہے کہ میں نے جنت کے بدلے میں مومنین کو ساروں کو خرید لیا ہے۔ ہمارے پاس کیا رہ گیا ہے؟ یہ صرف اور صرف اللہ کی نوازش، اللہ کی کرم نوازی اور اللہ کی خصوصی عطا ہوتی ہے جو اللہ میاں کرتا رہتا ہے،اس کا بس ہر وقت شکر ادا کرنا چاہئے۔

☆ ایک بھائی نے فالج کے علاج سے متعلق سب کو آگاہ کیا کہ اب فالج کا علاج دریافت ہو چکا ہے۔سب لوگ نوٹ فرمالیں کہ کسی کو بھی فالج ہو تو مریض کو سیدھا Cardiology Institute لے کر جائیں، ادھر اُدھر کسی دم درود اور ٹوٹکوں میں وقت ضائع مت کریں۔ یہ کارڈیالوجی انسٹی ٹیوٹ (دل کے ہسپتال) اب کافی شہروں میں ہیں۔ملتان، راولپنڈی، لاہور میں بہت بڑے یہ ہسپتال بن چکے ہیں۔اس بات کے بعد آپ نے فرمایا:

اس کا علاج اب شروع ہو گیا ہے۔یہ فوری اور بڑا Effective علاج ہے۔ایک انجکشن ہے وہ لگاتے ہیں تو اس سے آپ کا پورا سسٹم Activate ہو جاتا ہے۔وہ اللہ کے فضل سے بحال ہو جاتا ہے۔آدمی ایسا ہو جاتا ہے جیسے اسے اٹیک ہوا ہی نہیں۔اس میں یہ بات ہے کہ جس کو فالج ہو وہ پانچ ساڑھے پانچ گھنٹے کے اندر اندر کارڈیالوجی سنٹر پہنچ جائے تو اللہ کے فضل سے آدمی ٹھیک ہو جاتا ہے۔اس کا خیال رکھنا چاہئے۔سب اس کا خیال رکھیں۔ اب یہ ہے کہ جیسا ہم کر رہے ہیں کہ فالج ہو گیا تو چھوڑ دیا کہ پڑا رہے، آرام آرام سے ٹھیک ہو تو ہو۔وہ بڑا تکلیف دہ کام ہے جب یہ علاج ہے تو اس سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے۔

(آن لائن محفل مورخہ ۴ فروری ۲۰۲۴ء کی گفتگو سے اقتباسات)

مِلّت ابراہیم کی اہمیت

(محمد صدیق ڈارؒ)

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خالص توحید اور اللہ کی محبت کے رنگ میں رنگی ہوئی زندگی کو شرف قبولیت عطا فرما کر انہیں اپنا خلیل بنا لیا۔ آپ کو امامُ الناس کے مرتبہ جلیلہ پر متمکن فرمایا اور آپ کے طریقہ یعنی ملت ابراہیم کی اتباع کے لئے اپنے آخری رسول ﷺ کو مامور فرما دیا تا کہ قیامت تک آنے والے انسان اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر اس کی محبت، دوستی، رضا اور قرب کی منزل کو پا سکیں۔ اب ملاحظہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضور رسول الناس ﷺ کو اس آئین حیات کے پانچ بنیادی اصولوں کا اعلان کرنے کا حکم کس انداز سے دے رہے ہیں۔

"آپ فرما دیجئے کہ میرے رب نے مجھے صراط مستقیم دکھا دیا ہے وہ ایک دین مستحکم اور طریقہ ہے ابراہیم کا (ملت ابراہیم) جو اللہ کی طرف یکسو تھے اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔"

آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔

اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں (مسلمین) میں سے پہلا ہوں۔

آپ فرما دیجئے کہ کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو رب بنانے کے لئے تلاش کروں حالانکہ وہ مالک ہے ہر چیز کا۔ اور جو شخص بھی کوئی عمل کرتا ہے وہ اُسی پر رہتا ہے اور کوئی کسی دوسرے کا بوجھ

نہ اٹھائے گا۔پھرتم سب کواپنے رب کے پاس جانا ہےپھر وہ تم کو جتلا دے گا جس جس چیز میں تم اختلاف کرتے تھے۔

اور وہ ایسا ہے جس نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا اور ایک دوسرے پر رتبہ بڑھایا تا کہ تمہیں آزمائے ان چیزوں میں جو تم کو دی ہیں ۔بے شک آپ کا رب جلد عذاب دینے والا اور بے شک وہ بڑی مغفرت کرنے والا مہربانی کرنے والا ہے‘‘۔(انعام ۔161 تا 165)

’’بے شک ابراہیم امام اور یکسو ہو کر اللہ کے فرماں بردار تھےاور مشرکوں میں سے نہ تھے۔وہ اسکی نعمتوں کے شکر گزار تھے۔اللہ نے ان کو برگزیدہ کیا تھا اور اپنی سیدھی راہ پر چلایا تھا۔اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی بھلائی عطا کی تھی اور وہ آخرت میں بھی صالحین میں ہونگے ۔پھر ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی کہ ملت ابراہیم کی پیروی اختیار کرو جو ایک طرف کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں نہ تھے۔‘‘(النحل 120 تا 122)

اللہ تعالیٰ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ (ملت ابراہیم) اِسقدر پسند آیا کہ اِسے آخری اُمت کیلئے آئین حیات قرار دے دیا۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے خلیل کی زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔جن کڑی آزمائشوں اور اِمتحانوں سے اپنے دوست کو گذارا اور اُنہوں نے **تَبَتَّلْ اِلَى اللهِ** اور **تَوَكَّلْ عَلَى اللهِ** کی جو قندیلیں روشن کیں اور جس اعلیٰ و ارفع کردار کا مظاہرہ کیا اِسے ہمیشہ کیلئے محفوظ فرما دیا تا کہ جس اُمت مسلمہ کی آپ نے آرزو فرمائی تھی اِسے آپ کے نقوش پا ڈھونڈنے میں دقت پیش نہ آئے۔ یہ بات ہر وقت ہمارے ذہن میں رہنی چاہیے کہ آخرت میں کامیابی اور اللہ کے ہاں اعلیٰ مراتب حاصل کرنے کیلئے مسلسل جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے۔صرف زبانی دعوؤں سے نہیں بلکہ کام کرنے ہی سے کام بنتا ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہر جگہ ایمان کے ساتھ عمل پر زور دیا ہے اور یہ واضح فرما دیا ہے کہ جو کوئی بھی ایمان کا اقرار کر کے اللہ تعالیٰ کی دوستی اور محبت کا خواہاں ہو گا اِسے لازمی طور پر آزمائشوں سے گذرنا پڑے گا۔

''کیا لوگ یہ خیال کئے ہوئے ہیں کہ صرف یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے چھوڑ دیئے جائیں گے اور اُن کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔ جو لوگ اِن سے پہلے ہو چکے ہیں ہم نے اُن کو بھی آزمایا تھا اور ان کو بھی آزمائیں گے۔ سو اللہ اُن کو ضرور معلوم کرے گا جو اپنے ایمان میں سچے ہیں اور اُن کو جو جھوٹے ہیں''۔(عنکبوت۔1 تا 2)

''اے پیغمبر جو لوگ کفر میں جانے کی جلدی کر رہے ہیں اُن لوگوں میں سے جو صرف منہ سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے لیکن اِن کے دل مومن نہیں ہیں ان کی وجہ سے آپ غمناک نہ ہونا''۔ (مائدۃ۔ 41)

اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے تقاضہ کرتے ہیں کہ وہ بھی میرے دوست ابراہیم علیہ السلام کے اخلاق و اطوار کو اپنا لیں اور ہر طرف سے منہ موڑ کر، شرک کی ہر آلائش سے بچتے ہوئے یکسو ہو کر میرے تابع فرمان بن جائیں اور اس کا عملی نمونہ حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی حیاتِ طیبہ کو قرار دیتے ہوئے حکم فرمایا کہ جسے اللہ تعالیٰ کی محبت مطلوب ہے وہ میرے محبوب کا اِتباع کرے ابراہیمی نسبت کے حامل نبی آخر زمانؑ اور آپ کی اُمت کو قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

''ابراہیم نہ تو یہودی تھے اور نہ عیسائی بلکہ سب سے بے تعلق ہو کر صرف اللہ کے ہو رہے تھے اور اِسی کے تابع فرمان (مسلم) تھے اور مشرکوں میں نہ تھے۔ ابراہیم سے قرب رکھنے والے تو وہ لوگ ہیں جنھوں نے ان کی پیروی کی اور یہ پیغمبر (آخرالزمانؑ) اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اللہ مومنوں کا حمایتی اور دوست ہے''۔(آل عمران۔ 67 تا 68)

''آپ کہہ دیجئے کہ اللہ نے سچ فرمایا پس ملت ابراہیم کی پیروی کرو جو سب سے بے تعلق ہو کر ایک اللہ کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں نہ تھے''۔ (آل عمران۔ 95)

آپ دیکھ رہے ہیں کہ اُوپر دی گئیں آیات میں اِس بات کو بار بار دہرایا گیا ہے کہ میرے خلیل علیہ السلام کی زندگی شرک سے قطعی پاک تھی اور وہ صرف میرے ہی ہو کر رہ گئے تھے۔ توحید پر بار بار زور دیا جا رہا ہے کیونکہ یہی دین کی بنیاد ہے اور اس کے بل بوتے پر ہی مومن کردار کی

بلندیوں تک پہنچتا ہے اور اس کے برعکس شرک کو ظلم عظیم اور ناقابل معافی جرم قرار دیتے ہوئے مشرک پر جنت کو حرام کر دیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ مومنین کو حکم فرماتے ہیں کہ تم بھی یکسوئی اور یکجہتی والے بن کر اللہ کے ہو جاؤ ورنہ شرک والی زندگی تمہیں بلندیوں سے گرا کر تمہاری شخصیت کو بکھیر کر رکھ دے گی۔جیسے میرے خلیل حنیف یعنی یکسو تھے تم بھی اِنکی پیروی میں **حُنَفَاء** بن جاؤ۔

حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْتَهْوِىْ بِهِ الرِّيْحُ فِىْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ o (الحج۔31)

''کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوئے صرف اللہ کے ہو جاؤ، اور جو شخص اللہ کے ساتھ شریک مقرر کرے گا تو وہ گویا ایسا ہے جیسے آسمان سے گر پڑے پھر اس کو پرندے اُچک لے جائیں یا ہوا کسی دُور جگہ اُڑا کر پھینک دے''۔

تمام عقائد، عبادات، اَوراد و اذکار اور مجاہدات کا مقصود و منتہٰی اخلاق اور کردار سازی ہے۔
توحید کے بارے میں علامہ اقبالؒ نے کیا خوب فرمایا:۔

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی
آج کیا ہے؟ فقط اِک مسئلہ علم کلام
روشن اِس ضو سے اگر ظلمت کردار نہ ہو
خود مسلمان سے پوشیدہ ہے مسلمان کا مقام

اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پشت سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پیدا فرما کر کامل اطاعت کرنے والی اُمت مسلمہ کو اُٹھایا اور اِسے اپنے باپ ابراہیم کی ملت پر چلنے کا حکم دیا۔چونکہ رسول اللہ ﷺ ملت ابراہیم کا بہترین نمونہ تھے اس لئے حکم خداوندی کے مطابق آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی محبت مقصود ہے تو میرا اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دیگا۔

بابا جان کا سالانہ دورۂ راولپنڈی و اسلام آباد 2025

(عبدالکریم)

اس سال جڑواں شہروں کا سالانہ دورہ مختلف وجوہات کی بنا پر قدرے تاخیر سے ممکن ہوا۔ فروری میں خواجہ ولی محمد صاحب کی وفات اور مارچ میں رمضان المبارک کی وجہ سے عام طور پر اپریل میں ہونے والے اس پروگرام پر غور و خوض نہ ہو سکا تھا۔ اپریل میں ملتان کے سالانہ دورے کا شیڈول جاری ہو گیا۔ مئی کا پہلا اتوار مرکز تعمیر ملت پر ماہانہ اجتماع کی وجہ سے راولپنڈی/اسلام آباد کے دورے کے لیے 9، 10، 11 مئی کا پروگرام ترتیب دیا جا چکا تھا کہ جنگ کی خبروں نے صورت حال کو غیر یقینی بنا دیا۔ 7 مئی کو مرکز کی طرف سے دورے کے ملتوی ہونے کی اطلاع موصول ہو گئی۔ موسم کی شدت کے باوجود جنگ بندی کی خبریں آتے ہی ۱۶، ۱۷، ۱۸ مئی کو سالانہ دورے کا پروگرام ترتیب دے کر انتظامات شروع کر دیے گئے۔

گوجرانوالہ سے بابا جان اور ہمراہیوں کی آمد ہمیشہ خواجہ ولی محمد صاحب کے گھر ہوا کرتی تھی اور پہلے دن یعنی جمعۃ المبارک کا حلقہ ذکر بھی انہی کے ہاں منعقد ہونے کی روایت اتنی پختہ تھی کہ اس بارے میں سوچنے کی کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی۔ اس بار استقبالیہ اور جمعہ کے حلقہ ذکر کی میزبانی خواجہ ولی محمد صاحب کے اہل خانہ کے لیے بوجوہ ممکن نہ تھی۔ خواجہ ولی محمد کا گھر راولپنڈی کے مرکزی علاقے میں میٹرو سٹیشن کے قریب واقع ہے اس لیے اہل حلقہ کے لیے وہاں پہنچنا کوئی مسئلہ نہیں ہوتا تھا۔ راولپنڈی کے بھائی محمد عارف (جو ابھی

بیعت نہیں ہوئے تھے) نے جمعہ کے حلقہ ذکر کی میزبانی کے لیے پر زور اصرار کیا۔شہر کے مرکزی علاقے سے ان کی رہائش زیادہ دور نہ ہونے کی وجہ سے ان کی اس آفر کو ہی قبول کرنے پر اتفاق ہوا۔گھر کی بالائی منزل انہوں نے مہمانوں کے لیے وقف کر رکھی ہے اس لیے انہی کا گھر حلقہ ذکر اور مہمانوں کی شب بسری کے لیے موزوں سمجھا گیا۔استقبالیہ کے لیے البتہ کورنگ ٹاؤن میں غلام مرتضٰی صاحب کے ہاں انتظام کیا گیا تھا۔پروگرام سے ایک دن پہلے طاہر چیمہ صاحب نے کسی خانگی مجبوری کے پیش نظر اپنے ہاں ہفتہ کے روز ہونے والے ماہانہ حلقہ ذکر کی بجائے جمعۃ المبارک کا حلقہ ذکر اپنے ہاں رکھنے کی خواہش ظاہر کی جس کو عارف صاحب نے خندہ پیشانی سے قبول کر لیا۔اگرچہ وہ جمعۃ المبارک کا حلقہ ذکر اپنے ہاں رکھنے کی شدید خواہش رکھتے تھے۔

مرکز تعمیر ملت سے توحیدی قافلہ صبح ساڑھے دس بجے راولپنڈی کے لیے روانہ ہوا۔بابا جان قبلہ محمد یعقوب صاحب کے ہمراہ بھائی شفیق احمد اور خادم حلقہ گوجرانوالہ محمد ریاض صاحب تھے۔نماز جمعہ راستے میں ادا کرنے کے بعد توحیدی قافلہ تقریباً دو بجے جناب غلام مرتضٰی صاحب کے ہاں پہنچا جہاں صاحب خانہ محمد عارف صاحب اور سون سکیسر (س ک ی س ر) سے آئے ہوئے بھائی محمد ریاض نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ظہرانے کے بعد بابا جان اور مہمان بھائیوں نے کچھ دیر آرام کیا۔

نماز عصر کے بعد اہل گوجرانوالہ اور دیگر بھائی اپنے اپنے علاقوں سے طے شدہ انتظامات کے تحت چار کاروں میں (جن کو تفریحاً توحیدیہ میٹروز کا نام دیا گیا ہے) میں بارہ کہو (طاہر چیمہ صاحب کے ہاں) کے لیے روانہ ہوئے۔راولپنڈی/اسلام آباد سے کم و بیش بیس کلومیٹر دور ہونے کے باوجود طاہر چیمہ صاحب کے ہاں کثیر تعداد میں بھائیوں نے شرکت کی

جن میں نوجوانوں کی نمائندگی بھی اچھی خاصی تھی۔ چند سکہ بند بزرگ بھائیوں (پیر خان صاحب، عزیز عارف صاحب، خواجہ ولی محمد صاحب) کی عدم موجودگی کے باعث سفید ریش احباب کا تناسب کم تھا جس کو بابا جان نے خصوصاً نوٹ کیا۔ فرمانے لگے کہ پہلے اجتماعات میں ہر طرف سفید ڈاڑھیاں ہی دکھائی دیتی تھیں لیکن آج ان نوجوان چہروں کو دیکھ کر مجھے دلی خوشی اور اطمینان حاصل ہوا ہے۔

نمازِ مغرب سے قبل تمام بھائی چیمہ ہاؤس پہنچ چکے تھے۔ نماز سے پہلے بابا جان سے نئے چہروں کا تعارف کروایا گیا اور عمومی گپ شپ جاری رہی۔ نمازِ مغرب کی ادائیگی کے بعد حلقہ ذکر ہوا جس کے بعد بابا جان نے سلسلے کی تعلیمات پر گفتگو کی۔

تعلیم کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لیے نوجوانی کی عمر بہترین ہوتی ہے۔

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری

وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیزگار

بابا جان نے فرمایا کہ دینی و دنیاوی اور اُخروی ترقی کیلئے دینِ اسلام کی تعلیمات کو سمجھنا اور دل و جان سے اس تعلیم پر عمل کرنے پر منحصر ہے۔ ایک مسلمان کی کامیابی کیلئے کم از کم معیار یہ ہے کہ دن میں پانچ وقت کی نماز، اگر باجماعت کا اہتمام ہو سکے تو سونے پہ سہاگہ، سال میں ایک ماہ کے روزے، روپیہ پیسہ ہو تو ہر سال 2.50 فیصد زکوٰۃ نکالنا اور صحیح حقداروں تک پہنچانا، زندگی میں ایک مرتبہ حج اگر استطاعت ہو، موقع ملے تو ملک و قوم اور دین کی خاطر جہاد کرنا۔ یہ معیار ایک مسلمان کیلئے ہے جو کہ بنیادی چیز ہے۔

ایک توحیدی کی ذمہ داریاں اس سے بڑھ کر ہیں۔ لیکن توحیدی کو بھی پہلے ایک مسلمان کا سا معیار اپنانا ہے۔ بنیاد کو نہیں چھوڑنا، بلکہ بڑی عمارت کیلئے تو بنیاد کی مضبوطی زیادہ

درکار ہوتی ہے۔قرب باری تعالیٰ کا حصول،سلوک کی منازل طے کرنے،نبویؐ اخلاق اپنانے کیلئے،غصہ کنٹرول کرنا،نفرت کی نفی،محبت وصداقت کو اپنانا،قطع ماسوا اللہ تعالیٰ،اور تسلیم و رضا وغیرہ یہ سب تصوف کے علوم یا طور طریقے ہیں جو کہ قرآن وسنّت کے عین مطابق ہیں۔ ان علوم کی تعلیم نبی مکرمؐ اپنے خاص خاص صحابہ کرامؓ کو دیا کرتے تھے۔پہلے کے تمام بزرگ نے اپنے مریدین کو یہ نبوی تعلیم اپنے وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو کر دیتے رہے۔ بہر حال سب بزرگوں کی تصوف کی تعلیم کا اصول نبوی تعلیم پر مشتمل ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں۔البتہ مکانی اور زمانی تقاضوں کے تحت فروع اور طور طریقوں میں فرق ہوتا ہے۔لیکن اس طرح کہ دینی تعلیم کی اساس متاثر نہ ہو۔

پہلے وقتوں میں شیوخ اپنے مریدین کو لمبے لمبے چلّے اور بڑی بڑی ریاضتیں کراتے تھے۔ہر نماز کے بعد اوراد و اذکار کیلئے کئی کئی گھنٹے درکار ہوتے تھے۔بانی سلسلہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ فرماتے ہیں کہ خاندان نقشبندیہ میں ذکر خفی رائج تھا۔اس کے برعکس میرے مرشد مولانا کریم الدین احمدؒ نے مجھے ذکر نفی اثبات بالجہر عنایت کیا۔اور دن رات میں پانچ ہزار مرتبہ ذکر کرنے کا کہا جس کیلئے کافی وقت درکار ہوتا تھا۔یہی وجہ ہے کہ پانچ ہزار مرتبہ ذکر نفی اثبات پورے کرنے کی خاطر میں میٹرک کے امتحان میں تین مرتبہ فیل ہوا۔لیکن اس کے بعد خلافت عطا کر دی گئی اور ساتھ ہدایت بھی کی کہ چالیس سال کی عمر سے قبل کسی کو بیعت نہ کرنا۔بانی سلسلہؒ فرماتے ہیں کہ اب لوگوں کو معاش کمانے اور زمانے کی جدت کے باعث وقت کی کمی کا سامنا ہے۔لہٰذا اس دور میں لمبی ریاضتیں نہیں ہوسکتیں۔توحیدیوں کے لئے بانی سلسلہؒ نے تصوف کی تعلیم کا انتہائی مختصر سلیبس کتابی صورت میں دے دیا ہے۔یہ کام پہلے کسی بزرگ نے نہیں کیا۔سب بزرگ اپنے اپنے مریدین کو زبانی ہی ہدایات دیتے رہے۔

ہمارے سلسلے میں چار طرح کے ذکر ہیں: ذکر نفی اثبات، ذکر خفی یا پاس انفاس، درود شریف، قرآن کی تلاوت بمع ترجمہ و تشریح ۔ یہ سب تشریح طلب باتیں ہیں ۔

ا) ابھی جو ذکر یہاں کیا گیا ہے یہ ذکر نفی اثبات کہلاتا ہے ۔اس ذکر میں لا الٰــہ نفی ہے ۔اور الا اللــہ اثبات ہے۔ لا کو ناف سے دو انگشت نیچے سے اٹھانا ہے اور سر اوپر اٹھاتے جائیں حتیٰ کہ بالکل سیدھا ہو جائے ۔پھر دائیں کندھے کی طرف سر لے جائیں اور الہ پورا کرنے کے بعد کچھ دیر توقف کریں تا کہ نفی کامل ہو جائے پھر الا اللہ کہتے ہوئے سر کے ساتھ قلب پر زوردار جھٹکے کے ساتھ ضرب لگائیں ۔اور یہ خیال کریں کہ میرے قلب میں اور ہر طرف صرف اللہ ہی ہے ۔قلب پان کے پتے کی مانند ہوتا ہے جو گناہ کی وجہ سے سیاہ ہوتا رہتا ہے کہ اس کی صفائی کیلئے اللہ کا ذکر ہے ۔ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ ہر چیز کی صفائی کیلئے ایک صیقل ہوتا ہے اور قلب کی صفائی کا صیقل اللہ کا ذکر ہے ۔مہمان آئے تو گھر کی صفائی ضروری ہوتی ہے ۔اللہ پاک فرماتا ہے کہ میں زمین و آسمان کی وسعتوں میں نہیں سما سکتا ،البتہ قلب مؤمن میں ۔لہٰذا قلب کی صفائی ضروری ہوئی ۔انفرادی طور یہ ذکر ایک تسبیح تک رات کی کسی بھی نماز کے بعد روزانہ کرنا چاہیے اس کے بعد شجرہ، ختم اور دعا ہے ۔بانی سلسلہؒ نے لکھا ہے کہ سالک کو چاہیے ابتداء میں تین ماہ کیلئے ایک ہی جگہ اور ایک ہی وقت میں ذکر کرے ۔شجرہ پڑھتے ہوئے بزرگوں کی توجہ حاصل کرنے کی کوشش کریں ۔اگر کسی بزرگ سے نسبت قائم ہو گئی تو سلوک طے کرنا آسان ہو جائے گا ۔ذکر ہمیشہ باوضو کرنا چاہیے ۔اس ذکر کیلئے یکسوئی اور کامل توجہ درکار ہوتی ہے ۔اسی طرح مکمل نفی کر کے جب ہم محبت کے ساتھ اثبات کریں گے تو اس محنت کے نتائج بھی جلد اور اچھے ملیں گے ۔

۲)پاس انفاس: یعنی سانسوں کا لحاظ کرنا یا سانسیں گننا۔اس کو ذِکرِ خفی بھی کہتے ہیں ۔جو سانس اندر جائے یا باہر آئے ہر سانس کے ساتھ اللہ کہنا،اس طریقے سے کہ دل کہے اور کان سنیں،سانس لیتے اور خارج کرتے وقت آواز بھی سنائی دیتی ہے اسی آواز کو یہ سمجھنا کہ یہ اللہ کہا گیا ہے۔بلکہ جو آواز بھی آپ سنیں،تیز ہوا کا شور،پرندوں کی چہچہاہٹ،کسی مشین کی آواز،ریل گاڑی کی آواز،ہر آواز کو یہ سمجھیں کہ لفظ اللہ کہا گیا ہے۔آپ کا جو فارغ وقت ہے وہ اِس ذکر کو دے دیں۔یعنی جس وقت آپ کوئی عبادت یا دماغی کام نہیں کر رہے ہوتے اُس وقت یہ ذکر کریں۔مقصد اس ذکر کا یہ ہے کہ ہر وقت اللہ کو یاد رکھا جائے۔اور ساتھ یہ خواہش بھی ہو کہ اللہ مجھے نظر آ جائے جو کہ کتنا حسین وجمیل،عظیم،مہربان اور رحیم و کریم رب ہے،یعنی یہ چیز خواہشِ نفس بن جائے۔بانی سلسلہؒ نے سورۃ الاعراف کی آخری سے پہلی آیت کا حوالہ اِس ذکر کیلئے دیا ہے۔وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ ۞ (سورۃالاعراف آیت ۲۰۵) ترجمہ: یاد کر اپنے رب کو اپنے نفس میں ڈر اور زاری کے ساتھ بغیر آواز نکالے،صبح وشام اور غافلوں میں سے نہ ہونا۔یعنی جو آدمی یہ ذکر نہیں کرتا اس کا شمار غافلین میں ہوتا ہے۔بابا جان نے مزید فرمایا کہ جو آپ کا فارغ وقت وہ ہمیں دے دیں۔یہ ذکر چلتے پھرتے،اٹھتے بیٹھتے،لیٹے ہوئے،باوضو اور بے وضو بھی کر سکتے ہیں۔حتیٰ کہ واش روم میں بھی یہ ذکر ہو سکتا ہے کیونکہ آواز تو نکالنی نہیں ہے۔پاس انفاس کرتے ہوئے سو جائیں تو نیند بھی عبادت میں شمار ہوتی ہے۔

۳)درود شریف:بانی سلسلہ نے فرمایا کہ مجھے القا ہوا کہ درود شریف بھی پڑھنا ہے ورنہ صرف توحید سے گرمی ہی گرمی ہے۔پھر سرکلر کے ذریعے پورے پاکستان میں سب

بھائیوں کو بتایا گیا کہ ہر بھائی روزانہ ایک ہزار بار کوئی سا درود شریف پڑھ سکتا ہے۔ بابا جان ڈارؒ صاحب نے بتایا کہ ایک مرتبہ وہ بانی سلسلہؒ کے پاس حاضر ہوئے تو وہ چارپائی پر بیٹھے تھے اور خود ہی فرمایا کہ درود شریف پڑھ رہا ہوں۔ میں **صل اللہ علیك یا رسول اللہ** پڑھتا ہوں، آپ بھی یہ پڑھ لیا کریں۔ بہر حال بھائیوں کو اجازت ہے جو بھی درود شریف پسند ہے پڑھ لیا کریں۔ درود شریف باوضو، قبلہ رو، دوزانو بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے۔ بے وضو اور چلتے پھرتے پڑھنے کی ممانعت ہے۔ درود شریف پڑھتے ہوئے یہ خیال کریں کہ حضور اکرمؐ میرے سامنے تشریف فرما ہیں، میرا درود شریف پڑھنا سن بھی رہے ہیں اور جواب بھی مرحمت فرما رہے ہیں۔ ہر نماز کے بعد دو دو سو مرتبہ پڑھیں یا ایک ہی نشست میں ایک ہزار کی تعداد پوری کرلیں۔ بابا جان ڈارؒ سے سید رضا علی شاہ مرحوم (متوفی ۲۰۰۳ء، راولپنڈی) نے ایک مرتبہ سوال کیا تھا کہ درود شریف پڑھتے ہوئے پاس انفاس نہیں ہوتا۔ آپ نے جواب دیا کہ دونوں الگ الگ چینل ہیں لہٰذا درود شریف پڑھتے وقت پاس انفاس نہیں، مکمل توجہ درود شریف یا تاجدار مدینہ کی طرف ہونی چاہیے۔ اللہ پاک نے اپنے آخری نبی کو بڑی شانیں عطا فرمائی ہیں لہٰذا درود شریف کے پروٹوکول کا بھی خیال رکھنا ہے یعنی مکمل توجہ اور یکسوئی۔

۴) تلاوت قرآن مجید: یہ بھی روزانہ کا معمول ہے۔ جتنا آپ پڑھنا چاہتے ہیں یعنی ایک دو رکوع یا نصف پارہ، وہ آپ خوش الحانی کے ساتھ پڑھیں اور یہ خیال کریں اللہ پاک پڑھ رہا ہے اور میں سن رہا ہوں۔ اس کے بعد اسی سبق کا ترجمہ و تشریح پڑھیں جو بات آپ کی پسند کی ہو اُسے اپنی ڈائری میں نوٹ کرلیں۔ ڈائری ایک ہی رکھیں اور گاہے بگاہے ڈائری کا مطالعہ بھی کریں، کچھ عرصہ بعد آپ دیکھیں گے کہ آپ کے پاس قرآن کا اچھا خاصا

علم بھی اور حوالہ جات بھی دستیاب ہو گئے ہیں۔ترجمہ اپنے کسی پسندیدہ عالم کا منتخب کر لیں۔ بہر حال بابا جان ڈاکٹر پیر کرم شاہؒ کے ترجمہ و تشریح کو پسند کرتے تھے۔مزید یہ کہ دوران تلاوت جو بھی اوامر و نواہی نظر سے گزریں انھیں اپنے آپ پر لاگو کریں بلکہ یہ سمجھیں کہ یہ صرف آپ ہی کیلئے اللہ نے بتایا ہے۔ مجھے ہے حکم اذاں لاالہ الااللہ۔ یہ دنیا کی واحد کتاب جو بے سمجھے سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے،صرف ثواب کی نیت سے۔پڑھنے سے ثواب بے شک ہے، بلکہ قرآن مجید دیکھنے کا بھی ثواب ہے۔لیکن یہ کتاب صرف ثواب کیلئے نہیں اتاری گئی بلکہ سمجھنے،عمل کرنے، دین و دنیا کی ترقی کا حصول اور سب سے اہم اللہ کی معرفت اور اُس کا قرب ولقا اِس کے مقاصد ہیں۔

اس دوران کافی وقت بیت گیا۔تو حیدی روٹین کے مطابق پہلے نماز باجماعت ادا کی گئی۔نماز کے فوری بعد دستر خوان بچھائے گئے البتہ لمبی نمازوں اور نوافل کے شوقین کافی دیر مصروف عمل رہے۔طاہر چیمہ صاحب نے حق میزبانی بڑے احسن طریقے سے ادا کیا۔ دستر خوان پر انواع واقسام کے کھانے دستیاب تھے۔کھانے کی دعا کے بعد کچھ دیر گپ شپ جاری رہی۔بعد ازاں طاہر چیمہ صاحب کی آسٹریلیا میں فوت ہونے والی خالہ اور محمد شریف چیمہ صاحب کی مغفرت کیلئے خصوصی دعا مانگی گئی۔کھانے کے بعد کچھ وقت بطور وقفہ گزر چکا تھا لہٰذا طاہر چیمہ صاحب نے چائے کا پوچھا تو بابا جان نے منع کر دیا۔لیکن ریاض بھائی گوجرانوالہ نے بتایا کہ بابا جان میں نے شام کو بھی چائے نہیں پی، مجھے تو چائے پینی ہے۔ دراصل اسلام آباد راول لیک کے پاس ایک انڈر پاس کے زیر تعمیر ہونے کی وجہ سے ٹریفک بہاؤ میں خلل تھا۔اسی بنا پر بابا جان کا قافلہ وقت سے پہلے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوا تھا اور چائے کا پروگرام کینسل کرنا پڑا۔پھر یہ تجویز ہوا کہ مقامی بھائی رخت سفر باندھیں

کیونکہ کافی دیر ہو چکی تھی ۔مہمان بھائی بابا جان کے ساتھ چائے سے لطف اندوز ہوں چونکہ انھوں نے رات طاہر چیمہ صاحب کے گھر ہی گزارنی تھی۔

ہفتہ کی صبح ناشتہ کا اہتمام جاوید چیمہ صاحب کے ہاں DHA-2 میں تھا۔ جاوید چیمہ صاحب نے گھر کے پچھلی طرف حال میں ایک پریئر روم بنوایا ہوا ہے تا کہ ذکر کیلئے جب بھائی تشریف لائیں تو مین گیٹ سے داخل ہو کر بلاتر دد اس کمرے میں پہنچ جائیں ۔شرکاء کو ناشتہ اس کمرے میں ہی پیش کیا گیا۔راستے میں رکاوٹ کی بنا پر بابا جان کا قافلہ سب سے آخر میں پہنچا۔بابا جان کے بیٹے کرنل ابراہیم صاحب نے اپنے دو صاحبزادوں کے ساتھ محفل کو زینت بخشی ۔بابا جان کا DHA میں جانے کا اصل مقصد جاوید چیمہ صاحب کی تیمارداری تھی ۔ناشتہ میں کافی ڈشز کا اہتمام کیا گیا تھا۔بعدازاں چیمہ برادران کے کاروبار میں برکت اوران فیملیز کی صحت کیلئے خصوصی دعا مانگی گئی۔تقریباً دس بجے سب لوگ وہاں سے رخصت ہوئے۔

پروگرام کے مطابق اب بابا جان،مہمان اور چند مقامی بھائی عزیز عارف بھائی کے گھر کی طرف عازمِ سفر ہوئے جو کہ ان دنوں فالج کی وجہ سے بولنے سے معذور ہیں اور چلنا پھرنا بھی واش روم کی حد تک ہے۔ان کے گھر کے پاس خواجہ کارپوریشن چوک میں اوور ہیڈ زیر تعمیر ہے لہٰذا ٹریفک کا مسئلہ بھی درپیش ہوا۔میزبان نے کھانے پینے کی بہت پیشکش کی لیکن ناشتہ کے فوری بعد مزید گنجائش نہ تھی۔صرف ایک مشروب پر اکتفا کیا گیا۔ میزبان ،بابا جان اور بھائیوں سے ملکر بہت خوش ہوئے اور اشاروں سے بار بار شکریہ ادا کرتے رہے ۔بابا جان نے عزیز عارف بھائی اور دیگر بیمار بھائیوں کی صحت کیلئے دعا کی اور اجازتِ رخصت طلب کی۔عزیز عارف بھائی کے گھر سے رخصت ہو کر اگلی منزل کیلئے

دوسرا راستہ اختیار کیا گیا تا کہ زیرِ تعمیر سڑک کی دقت سے بچا جا سکے۔

اگلی منزل عمران ولی کی رہائش گاہ تھی۔ وہاں پر اقبال بھائی اور رمضان بھائی بھی موجود تھے۔عمران ولی کے والدِ محترم اور ہمارے پیارے تو حیدی بھائی خواجہ ولی محمد کا چند ماہ قبل انتقال ہوا تھا۔با۔بابا جان نے ان کے جنازہ میں شرکت کی لیکن اہل خانہ سے تعزیت کے لیے گھر تشریف لے گئے۔خواجہ ولی محمد مرحوم کے ہاں ذکر بانی سلسلہؒ کے وقت سے شروع ہوا اور آج تک جاری و ساری ہے۔ نہ صرف حلقہ ذکر بلکہ پنڈی میں یہ گھر ایک مرکزی حیثیت بھی رکھتا ہے۔سلسلہ کے تمام شیوخ کے سالانہ اور خصوصی دوروں کی زینت بھی اسی مقام کو حاصل رہی ہے۔پورے پاکستان سے پنڈی آنے والوں کا مہمان خانہ بھی یہی جگہ تھی۔ بابا جان نے اپنی گفتگو میں مرحوم کے چند اوصاف پر روشنی ڈالی۔خواجہ صاحب کی حلقہ سے محبت اور ایثار و قربانی کے قصے سب بھائیوں میں مشہور و معروف ہیں۔خواجہ صاحب کی انہی خوبیوں کے اہلِ محلّہ بھی قدر دان ہیں۔خواجہ صاحب کی وجہ سے اہلِ محلّہ اور صرافہ بازار سے کئی لوگ حلقہ میں آئے۔خواجہ صاحب اکثر اپنے گھر کے کام کاج کی نفی کر کے بھائیوں کی خدمت میں جت جاتے تھے۔ایک بھائی بتاتے ہیں کہ وہ حج پر گئے تو خواجہ صاحب نے انھیں کچھ ادھار دیا۔ جب وہ صاحب ادھار لٹانے گئے تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ واپسی کی بات تو نہیں ہوئی تھی صرف دینے کی بات ہوئی تھی۔ایک بھائی نے بتایا کہ خواجہ صاحب سے جب بھی کسی نے کچھ مانگا تو ہاتھ میں جتنے پیسے آئے دے دیے۔اور کبھی کسی سے واپسی کا تقاضہ بھی نہ کیا۔حتیٰ کہ کاروباری شراکت میں خواجہ صاحب کو اپنے انہی اوصاف کی بنا پر نقصان بھی اٹھانا پڑا۔بابا جان نے بتایا کہ مرحوم اکثر ایک رباعی سناتے رہتے تھے۔ ’مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے، کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے‘۔حلقہ ذکر کی دعا میں اکثر

خواجہ صاحب اور پیر خان صاحب مل کر علامہ اقبالؒ کا کلام ساتھ پڑھتے تھے۔

عمران ولی اور اقبال بھائی نے چائے کے ساتھ بھی پانچ چھ آئٹم پیش کیئے، اُن سب چیزوں کے ساتھ انصاف کرنا بہر حال مشکل کام تھا۔ اہلِ خانہ نے بھی بابا جان سے ملاقات کی۔ بابا جان نے پنڈی میں ہفتہ وار حلقہ ذکر کے انعقاد کیلئے اور سالانہ دورے سے متعلق اپنا فیصلہ صادر فرمایا۔

اس کے بعد توحیدی قافلے کا رخ اسلام آباد G-15 مرحوم رشید بھائی کے صاحبزادے عاطف رشید کے گھر کی جانب تھا۔ میزبان کافی عرصہ سے آرزومند تھے کہ ان کے گھر بھی ذکر کا انعقاد ہو کیوں کہ آج تک ان کے گھر ذکر نہیں ہوا تھا۔ لہٰذا دن کے حلقہ ذکر کا اہتمام وہاں پر ہوا۔ بابا جان کی آمد یہاں پر دن 2 بجے کے قریب ہوئی۔ تمام بھائی پہلے سے تشریف فرما تھے۔ خصوصی طور پیر خان بھائی بھی اس پیرانہ سالی میں اپنے دو صاحبزادوں کے ہمراہ شریک محفل تھے۔ بابا جان کی خواہش تھی کہ ان کے گھر واہ کینٹ میں ان کی عیادت کی جائے۔ لیکن انھوں نے کہا کہ حلقہ ذکر میں شرکت کی برکت سے سب بھائیوں سے ملاقات ہو جائے گی۔ بابا جان نے پیر خان بھائی کی عیادت کی اور تفصیل سے گپ شپ ہوئی۔ بعد ازاں نماز ظہر، مختصر حلقہ ذکر اور لنچ سے حاضرین لطف اندوز ہوئے۔ کچھ بھائی رخصت ہو گئے، بابا جان اور کچھ بھائی ادھر ہی محو استراحت ہوئے۔ نماز عصر کی ادائیگی بھی وہیں ہوئی۔ اس گھر کے قریب ہی ایک مارکیٹ میں عامر بھائی کے الیکٹرک اینڈ گیس اپلائنسز کے شوروم کا افتتاح بابا جان نے کیا اور برکت کیلئے سب بھائیوں نے اللہ کے حضور ہاتھ بلند کیے۔ میزبان نے چائے پیش کی۔ اور توحیدی قافلہ محمد عارف بھائی کے گھر ائیر پورٹ ہاؤسنگ سوسائٹی کی جانب گامزن ہوا۔

نمازِ مغرب عارف بھائی کے گھر ادا کی گئی۔موصوف کے گھر ہر مہینے میں دو تین مرتبہ حلقہ ذکر ہوتا ہے۔اُن کا شدید اصرار تھا کہ بابا جان کے سالانہ دورے کے موقع پر بھی ان کے گھر ذکر ہو،لہٰذا کچھ اور خواہشمند بھائیوں سے اس سلسلے میں معذرت کی گئی۔ ہفتہ شام کے حلقہ ذکر میں سب بھائیوں کا اجتماع یہیں پر تھا۔اس مقام کے پنڈی سے قریب ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مقامی بھائیوں کے چند نوجوان بچوں نے بھی پروگرام میں شرکت کی جو بھارہ کہو میں نہیں جا سکے تھے۔

نماز اور کھانے کے بعد بابا جان نے بھائیوں کو حلقہ سے محبت کی ترغیب دلائی،اس سلسلے میں انھوں نے پیر خان بھائی کی مثال پیش کی ۔ہمارے یہ بھائی بیماری اور ضعف کے باوجود دوسرے شہر سے حلقہ ذکر میں شرکت کیلئے آتے ہیں۔

بابا جان نے ایک بھائی کے متعلق استفسار کیا کہ ان سے پہلے کوئی ملاقات یاد نہیں۔انھیں بتایا گیا کہ یہ بھائی اگرچہ حلقہ ذکر میں شرکت کم کرتے ہیں بوجہ دوسرے شہر سے ان کا تعلق ہے۔لیکن حلقہ کے معاملات میں سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں۔اس پر بابا جان نے انتہائی شفقت اور معذرت خوانہ انداز میں اُس بھائی سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ بانی سلسلہؒ نے باہمی رابطہ پر بھی زور دیا۔رابطہ بھی ہماری تعلیم کا ایک جزو لاینفک ہے۔ہفتہ وار حلقہ ذکر، سالانہ کنونشن،مجلّہ فلاحِ آدمیت اور ہفتہ وار بروز اتوار آن لائن میٹنگ کا انعقاد بھی اسی ہدایت کی روشنی میں ہے۔بھائیوں اور مرشد سے خط و کتابت یا آج کے دور میں فون پر بھی گاہے بگاہے رابطہ کرنا چاہیے۔

اس کے بعد بابا جان نے تفکر سے متعلق کافی بڑا لیکچر دیا۔تفکر کرنے والا ہی عارف بنتا ہے اور جو بالکل تفکر نہیں کرتا وہ عارف نہیں بن سکتا۔قرونِ اُولیٰ میں مسلمانوں کی ترقی کا

راز بھی تفکر میں پنہاں ہے۔اُس دور میں مسلمانوں نے بے شمار ایجادات کا تحفہ دنیا کو دیا۔مثلاً گھڑی، دوربین، بیماریوں کی تشخیص کے نئے طریقے ،نئی اور مؤثر ادویات اور سرجری وغیرہ۔ الجبرا کا موجد موسیٰ الخوارزمی تھا۔ابنِ الہیثم نے مصر میں دریائے نیل پر ڈیم کا منصوبہ دیا۔ البیرونی نے زمین کے قطر کی پیائش کی جس کا دورِجدید کی پیائش سے معمولی فرق ہے۔اُس نے پنڈ دادنخان کے قریب زمین کا مرکز بتایا۔افغانیوں نے اُس کیلئے وہاں پر باقاعدہ ایک رسدگاہ بنا رکھی تھی۔مسلمان سائنسدانوں اور انجینئرز کے کارناموں سے تاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔مکان میں استعمال ہونے والی اینٹ کا سائز اور وزن مخصوص کرنا اور بانس کے ساتھ اینٹوں کی پیائش یا گنتی امام ابوحنیفہؒ کی ایجاد ہے(بحوالہ امام ابو حنیفہؒ کی سیاسی زندگی)۔ جدید اور انصاف پسند نظامِ حکوت کی بنیاد حضرت عمرِ فاروقؓ کا کارنامہ ہے۔یورپ کی درسگاہوں میں آج بھی عمر یڈ لاز کی تعلیم دی جاتی ہے۔المختصر جب تک مسلمان تفکر پر عمل پیرا رہے، اللہ نے دنیا کی قیادت وسیادت سے انھیں بہرہ مند رکھا۔ جب ہم نے کمزوری دکھائی تو دوسری اقوام نے جگہ لے لی۔اب اللہ نے قیادت بھی دوسروں کے حوالے کردی۔اللہ پاک سب سے زیادہ انصاف کرنے والا ہے۔جو محنت کرے گا اُسے پھل ملے گا۔ہمارے لئے سوچنے کی بات ہے کہ قرآن ہمارا، حاملِ قرآن ہمارے نبیؐ، تفکر وتحقیق کے تمام علوم کے خزانوں کی کنجیاں ہمارے پاس۔لیکن اس سے فائدہ دوسری اقوام اٹھا رہی ہیں۔قرآن مجید میں اللہ پاک نے فرمایا کہ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَاؕ 'کیا قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل پڑے ہوئے ہیں۔'(سورۃ محمد، آیت ۲۴) بابا جان نے مزید بتایا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ہمیں حکم دیتا ہے

کہ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ 'زمین میں چلو پھرو اور معلوم کرو کہ آفرینش کی ابتداء کیسے ہوئی۔ پھر اللہ تمہیں دوبارہ اٹھائے گا، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔' (سورۃ العنکبوت، آیت ۲۰) سائنس نے آج تک جتنی ترقی کی اسی ایک آیت کے تحت ہے۔یا مزید جتنی بھی ترقی ہوگی اسی آیت کا حکم پورا ہوگا۔

توحیدی قافلہ ہفتہ کا سارا دن مصروف سفر رہا تھا۔ریاض بھائی کہنے لگے کہ ہم نے جتنا سفر گوجرانوالہ سے پنڈی تک کیا، اُس سے زیادہ سفر ہم نے پنڈی و اسلام آباد میں کرلیا ہے۔علاوہ ازیں ان دونوں شہروں میں بے شمار جگہوں پر ٹریفک سست روی یا بندش کا شکار رہتی ہے۔کہیں انڈر پاس، کہیں اوور ہیڈ، کہیں سڑک زیرِ تعمیر، کہیں پائپ لائنیں بچھ رہی ہیں اور کہیں روٹ لگا ہوتا ہے۔ان مسائل اور وجوہات کی بنا پر بابا جان کا قافلہ بمشکل عارف بھائی کے گھر نمازِ مغرب میں شامل ہوا۔اس کے بعد روٹین کے معاملات چلتے رہے۔کھانے سے فراغت کے بعد بابا جان نے کہا کہ وقت کافی بیت گیا ہے۔اور اہل خانہ نے بیعت بھی ہونا ہے۔لہٰذا تجویز پیش کی گئی کہ بھائی بیعت کی مٹھائی سے لطف اندوز ہوں اور انھیں جانے کی اجازت دی جائے۔بابا جان نے اس تجویز پر مہر تصدیق ثبت کی۔ مقامی بھائیوں کی رخصت کے بعد مسٹر اور مسز محمد عارف نے بابا جان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ البتہ عارف بھائی کو مبارکباد مقامی بھائیوں نے اگلی صبح دی۔بابا جان اور مہمان بھائیوں نے وہاں پر شب گزاری۔اگلے دن شفیق بھائی نے بتایا کہ ملتان کے دورے کے دوران بابا جان نے کچھ بھائیوں کو بیعت کیا لیکن بیعت نامہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے واپس آ کر

مرکز سے بیعت نامے ملتان بھیجے گئے۔ پھر بھائیوں نے دستخط کر کے مرکز ارسال کیے۔ لہٰذا انھوں نے کہا کہ بیعت نامے کے کچھ فارم یہاں چھوڑ کے جا رہے ہیں تاکہ بوقت ضرورت کام آسکیں۔ دوسرے حلقہ جات کے خادمان بھی بیعت نامے کے فارم کا پہلے سے بندوبست کر کے رکھا کریں۔

اسی سوسائٹی میں تھوڑے فاصلے پر ابرار بھائی کی رہائش گاہ ہے وہاں پر اتوار کو ناشتہ کا بندوبست کیا گیا تھا۔ ناشتہ میں شرکت اور بابا جان سے الوداعی ملاقات کیلئے جڑواں شہروں سے تقریباً تمام بھائی یہاں تشریف لائے۔ بابا جان کے دورے کے سلسلے میں سب بھائیوں نے بے پناہ محبت کا اظہار کیا تھا۔ بھائیوں کی آمدورفت، نشست و برخاست، موسم کے مطابق کولنگ اور طعام و مشروب کا بہترین بندوبست کیا گیا تھا۔ ناشتہ میں دسترخوان کو کئی ڈشز کے ساتھ سجایا گیا۔ ناشتہ کے موقع پر عارف بھائی نے کئی بھائیوں سے محبت بھرا گلہ کیا کہ رات کو کھانا بہت بچ گیا ہے آپ لوگوں نے کچھ کھایا ہی نہیں۔ انھوں نے بتایا کہ سارا دن کھانے پینے کے پروگرام جاری و ساری رہے۔ بابا جان کا قافلہ جہاں بھی گیا میزبان بھائیوں نے خوب خدمت کی۔

ناشتہ کے بعد بابا جان نے حلقہ سے محبت کے موضوع پر بات چیت کی۔ گھر کے لان میں گروپ فوٹوز لیے گئے۔ بابا جان نے مقامی بھائیوں سے الوداعی ملاقات کی اور بھائیوں کو دعائیں دیتے ہوئے گوجرانوالہ کیلئے رخصت ہو گئے اور دن 2 بجے کے لگ بھگ اللہ کی مہربانی سے مرکز بخیریت پہنچ گئے۔ بعد میں بابا جان اور شفیق احمد بھائی نے دورے کی ترتیب و انتظام اور بہترین میزبانی پر اطمینان اور خوشی کا اظہار فرمایا۔

کھائے ہوئے بُھس کی مانند

(آفتاب احمد خانؒ)

قرآن مجید کی ایک چھوٹی سی مگر جامع سورت ''الفیل'' ہے۔اس میں ابرہہ کا ذکر ہے جو خانہ کعبہ کو گرانے کی غرض سے ہاتھیوں کی فوج لے کر حملہ آور ہوا۔اللہ تعالیٰ جو قوی و غالب ہے اسے کب یہ گوارا تھا۔اس نے چھوٹے چھوٹے پرندوں کو حکم دیا اور پھر ان پرندوں نے اپنی چونچوں سے چھوٹے چھوٹے پتھر اور کنکریاں اس لشکر پر برسائیں اور یوں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ سرکش فوج تباہ کر دی گئی۔اس سورت کی آخری آیت میں عجیب انداز میں فرمایا گیا۔**فجعلھم کعصف ماکول** یعنی اللہ تعالیٰ نے اس لشکر کو تباہ کر کے کھائے ہوئے بھس کی مانند بنا دیا۔جب میں نے چونڈے کے محاذ پر عید گاہ سے بھارتی فوج کی تباہی کا منظر جنگ بندی کے عین دوسرے دن دیکھا تو اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کا یہی حصہ میرے ذہن پر طاری تھا۔آج جب اس واقعہ کو قلم بند کر رہا ہوں تو دوبارہ اسی کیفیت میں چلا گیا ہوں اور اسی وجہ سے اس مضمون کا عنوان بھی ''کھائے ہوئے بھس کی مانند'' رکھا ہے۔

ہوا یوں کہ 1965ء کی پاک بھارت جنگ بندی سے ایک دن پہلے میرے ایک پیر بھائی جمیل گل صاحب میرے دفتر میں آئے اور کہنے لگے کہ مجھے کل چونڈے محاذ پر جانا ہے۔جس کے لیے ایک دن آپ کی گاڑی درکار ہے۔میں نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ پسرور اور چونڈے کی طرف جانا خطرے سے خالی نہیں۔یہ سن کر مایوسی سے میاں صاحب کا منہ لٹک گیا۔پھر میں نے دھیمی آواز میں کہا کہ اگر میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں تو کیسا رہے گا۔انہوں نے حیرت سے میری طرف دیکھ کر قہقہہ لگایا اور دمکتے ہوئے چہرے سے کہا کہ

خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو۔ چنانچہ شام چار بجے ہم دونوں بھائی قبلہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ سے ہمیں محاذ پر جانے کی اجازت مل گئی۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ تم نے تو ساری جنگ ہر محاذ پر لڑی ہے میں تمہاری واپسی کا بے تابی سے انتظار کروں گا۔

تمہاری زبان سے میدانِ جنگ کا حال سننے کا لطف کچھ اور ہی ہوگا۔ قبلہ حضرتؒ نے ہمیں اللہ حافظ کہا اور ہم دونوں بھائی اس محفل رندانہ سے اٹھ کر گھروں کو چل دیئے۔

اگلے روز صبح سویرے ہی ہم پسرور ضلع سیالکوٹ کی جانب روانہ ہو گئے۔ میاں جمیل گل صاحب نے بتایا کہ پہلے ہمیں میجر جان (JOHN) جو ہائی سکول پسرور میں ڈیرہ ڈالے ہوئے ہیں سے رابطہ کرنا ہوگا۔ میجر دلاور بٹ صاحب جو چونڈہ محاذ پر متعین تھے کو ہمارے آنے کی اطلاع دی جا چکی تھی۔ میجر دلاور بٹ میاں صاحب کے کلاس فیلو رہ چکے تھے اور انہوں نے ہی میاں صاحب کو چونڈہ آنے کی دعوت دی تھی۔ وہ اپنی اور دیگر ساتھی افسروں کی انشورنس پالیسی بھی خریدنا چاہتے تھے۔ ہم نو بجے صبح پسرور پہنچ گئے اور ہائی سکول کی عمارت کے قریب میجر جان کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ آج ہی سامنے والی ایک فیکٹری میں منتقل ہو گئے ہیں۔ ہم نے وہاں جا کر فوجی گارڈ سے رابطہ کیا تو اس نے میجر صاحب کو اطلاع کر دی۔ پیغام ملنے پر میجر صاحب خود فیکٹری گیٹ پر آ گئے اور ہمارا پُرخلوص استقبال کیا اور ہمیں بتایا کہ میجر دلاور بٹ صاحب نے انہیں ہماری آمد کا بتا رکھا تھا۔ میجر جان صاحب سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ ایک دن پہلے ان کے والد صاحب وفات پا گئے لیکن وہ اپنے گھر نہیں گئے حالانکہ سیالکوٹ وہاں سے صرف بیس میل دور ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے دوسرے عزیز رشتہ دار کفن دفن کا کام سرانجام دے سکتے ہیں لیکن فوج

اور ملک نے جو ذمہ داری مجھے دی ہوئی ہے اسے صرف میں ہی انجام دے سکتا ہوں اور مجھے ہی انجام دینی چاہیے۔اس لیے میں اپنی ڈیوٹی پر ہوں۔

میجر صاحب نے ہماری گاڑی فیکٹری کے صحن میں پارک کروا کر کیموفلاج کروا دی اور ہمیں ایک فوجی جیپ پر سوار کروادیا اور ڈرائیور کو ہدایات دے کر ہمیں رخصت کردیا۔جیپ چونڈے کی طرف رواں دواں تھی اور ڈرائیور ہمیں پاکستانی فوج کی بہادری کے واقعات سنا رہا تھا۔میجر جان کے بارے میں اس نے بتایا کہ ہمارے ہیڈ کوارٹر نے انہیں والد کی وفات پر گھر جانے کی اجازت دے دی تھی لیکن انہوں نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ ملک کو میری محاذ پر زیادہ ضرورت ہے اور میں ہرگز یہاں سے نہیں جاؤں گا۔واپسی پر جب یہ بات ہم نے قبلہ حضرتؒ کو بتائی تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا کہ عیسائی مذہب والے پاکستانی بھی کسی طرح ملکی دفاع کے معاملے میں ہم سے پیچھے نہیں رہے۔اس جنگ میں تمام پاکستانیوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک متحد قوم بنا دیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

لاہور کے ایک مشہور انگریزی اخبار کے فوٹوگرافر مسٹر جان مسیح جنگ کے دوران ایک دن ہمارے کلب کی وار کمیٹی کے دفتر میں تشریف لائے تو وہ بہت خوش دکھائی دے رہے تھے۔ہم نے وجہ پوچھی تو وہ فخر سے سر اٹھا کر کہنے لگے کہ آج میں بھی قوم کے سامنے سرخرو ہو گیا ہوں۔میرا بیٹا جو پاک فضائیہ میں سکواڈرن لیڈر ہے اسے ستارہ جرأت سے نوازا گیا ہے۔

چونڈہ کا قصبہ تقریباً پانچ میل دور تھا اور دن کے بارہ بج چکے تھے۔ڈرائیور نے کھیتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہمیں پاک فوج کی بھاری توپوں کا نظارہ کروایا جو چونڈہ کے محاذ پر بھارتی افواج پر آگ برسا رہی ہیں اور میجر دلاور بٹ چونڈہ میں ہمارے او پی (O.P) تھے اسی اثنا راستے میں کھڑے فوجی جوانوں نے ہماری جیپ کو روک لیا اور کہا کہ آگے جانے کا حکم

نہیں ہے کیوں کہ سامنے والے گاؤں میں جرنیل صاحب آئے ہوئے ہیں اور افسروں کی میٹنگ ہو رہی ہے۔ آپ کے دوست میجر بٹ بھی وہاں ہی ہیں۔ انہوں نے ہمیں ہدایت دی کہ آپ نزدیکی کماد کے کھیت میں چھپ کر بیٹھ جائیں۔ جب جرنیل صاحب چلے جائیں گے تو ہم میجر صاحب کو اطلاع کر دیں گے اور ملاقات ہو سکے گی۔ چنانچہ ہم کوئی دو گھنٹے تک کماد کے کھیت میں بیٹھے رہے۔ آخر کار ایک فوجی جوان آیا اور ہمیں اپنے ہمراہ گاؤں کے ایک وسیع مکان میں لے گیا۔ وہاں بہت سے فوجی افسر جمع تھے جن میں میجر دلاور بٹ بھی شامل تھے۔ سب آفیسر ایک دوسرے سے بغل گیر ہو رہے تھے اور دمکتے چہروں سے ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ جنرل صاحب اس میٹنگ میں بہادری اور جرأت کے تمغوں کی اطلاع بھی افسروں کو دے گئے ہیں۔ ان میں ہمارے میزبان میجر دلاور بٹ کو بھی تمغہ جرات سے نوازا گیا تھا۔ ملاقات ہونے پر انہوں نے سب سے پہلے تو معذرت کی کہ اچانک منعقد ہونے والی میٹنگ کی وجہ سے آپ لوگوں کو زحمت ہوئی۔ ہم نے بہادری کا اعزاز عطا ہونے پر انہیں مبارک باد دی تو فرمایا کہ یہ تو ڈیوٹی کا حصہ تھا۔ پوری فوج بڑی بہادری سے لڑی ہے۔ اور ہر فرد نے اپنے فرض کو خوب نبھایا ہے۔ بٹ صاحب نے میاں صاحب کا اور میرا ہاتھ پکڑا اور ہمیں ایک کمرے میں لے گئے جہاں ایک میز پر کھانا چنا ہوا تھا۔ ہمیں بھوک لگی ہوئی تھی اس لیے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔ جب فارغ ہوئے تو میجر صاحب نے فرمایا کہ جس مقصد کے لیے آپ کو زحمت دی گئی ہے اب وہ بھی پورا ہونا چاہیے۔ انہوں نے بتایا کہ تمام افسر جنہوں نے انشورنس کروانی ہے وہ یہاں موجود ہیں۔ چنانچہ دس افسروں نے بیمہ پالیسیاں خریدیں اور ہم چار بجے کے قریب فارغ ہوئے۔ تمام افسر بھی اپنے اپنے مورچوں میں واپس جا رہے تھے۔ یہ ایک عجیب منظر تھا۔ مجاہدین اسلام

ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے اور اللہ حافظ کہہ کر اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ گئے۔ وہ ایک بار پھر نئے عزم کے ساتھ اپنے ملک پر اللہ کی خاطر قربان ہونے کے لیے ہنستے مسکراتے ہوئے بے خطر خوشی سے ہوا میں ہاتھ لہراتے ہوئے اپنی اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو گئے۔ میجر بٹ صاحب نے ہماری جیپ کو فارغ کر دیا اور ہمیں اپنی جیپ میں بٹھا لیا اور چونڈہ کی طرف چل دیئے۔ میجر صاحب نے راستے میں جوانوں کی بہادری کے کئی قصے سنائے اور فرمایا کہ معجزوں کے بارے میں اب تک تو ہم نے صرف سن ہی رکھا تھا مگر چند دنوں کی جنگ میں اللہ تعالیٰ کے بے شمار معجزے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیے ہیں۔ انہوں نے اپنا بریف کیس اٹھا کر دکھایا اور میاں صاحب سے کہنے لگے کہ میرا یہ بریف کیس بھی غازی ہے کیوں کہ اسے بھی جنگ میں گولی لگ چکی ہے۔ اس میں سوراخ تو ہو گیا ہے لیکن یہ تندرست اور توانا ہے اور ہم دونوں آپ کے سامنے زندہ ہیں۔ اس بریف کیس نے اپنے سینے پر گولی کھا کر مجھے بچالیا۔ ان کی باتوں نے ہم پر عجیب سی کیفیت طاری کر رکھی تھی۔ اتنے میں جیپ ایک ہلکے سے جھٹکے کے ساتھ رکی۔ تو میجر صاحب نے فرمایا کہ یہ ہے چونڈہ جہاں غازیوں اور شہیدوں نے دنیا کی سب سے بڑی ٹینکوں کی جنگ جیتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی خاص مدد شامل تھی۔ پتہ نہیں مسلمان مجاہدوں میں کیسا جذبہ پیدا ہو گیا تھا کہ ہر جوان بے خوف ہو گیا تھا اور اس سرزمین پر شیر کی طرح دھاڑتا ہوا چلتا تھا۔ کچھ جوانوں نے اپنے افسروں اور ساتھیوں سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ شہادت کے بعد ہمیں اسی جگہ دفن کر دینا میں نے سب سے پہلے عید گاہ کے ساتھ ڈھلوان پر ان شہیدوں کی قبروں کو دیکھا اور فاتحہ پڑھی۔ آپ یقین کریں کہ اس جگہ سے عجیب اور پر کیف سی خوشبوئیں اٹھ رہی تھیں۔ اور قبروں کے اندر سے پر مسرت ترانوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ قبروں کے قریب گزرتے ہوئے میرے

ہونٹوں سے بے اختیار ''مرحبا'' نکلا تو مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے جواب ملا کہ یہ تو ہماری ادنیٰ سی خدمت تھی۔ میں نے دعا دیتے ہوئے کہا اللہ جزائے خیر دے اور ہمیشہ کی زندگی عطا فرمائے گا۔ پھر میجر صاحب ہمیں عید گاہ کے بالائی حصہ میں لے گئے۔ سامنے میلوں تک کھلا میدان پھیلا ہوا تھا اور وہاں بھارت کے بھاری بھرکم ٹینک آج بھی جل رہے تھے اور ان سے دھواں اٹھ رہا تھا اور حدِ نگاہ تک کوئی انسان نظر نہیں آتا تھا۔ پتہ چلا کہ بزدل دشمن کے فوجی اپنے مورچوں میں دبکے بیٹھے ہیں۔ پھر ہم نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اپنے جوان ٹولیوں میں اِدھر اُدھر گھوم رہے تھے۔ چند نوجوانوں کو ایک کنوئیں کے پاس تیل مالش کرتے اور نہاتے دیکھا۔ چند خوشی میں گانے بھی گنگنا رہے تھے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے اللہ کے سپاہیوں اور بتوں کے پجاریوں کا فرق ملاحظہ کیا جس کے بارے میں بیرونی پریس نے بھی نمایاں خبریں چھاپی تھیں۔ اس طرح ہمارا وقت اس تیزی اور بے خبری سے گزر رہا تھا کہ ہمیں واپسی کا احساس ہی نہ رہا لیکن میجر صاحب کا ڈرائیور آ گیا اور اس نے واپسی کے بارے میں یاد دہانی کرائی۔ ہم میجر صاحب سے گلے ملے اور ایک عجیب روحانی لذت اور کیفیت کے ساتھ انہیں خدا حافظ کہا اور جیپ میں سوار ہو گئے۔ جیپ واپسی سفر پر رواں دواں تھی اور ہم سب خاموش جنگ چونڈہ میں کھوئے ہوئے تھے۔ جنگ کے بارے میں جو کچھ ہم نے سنا تھا وہ سب کچھ آج اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا۔ پسرور پہنچ کر ہم نے اپنی گاڑی لی اور لاہور واپسی کا سفر شروع ہوا اور ہم تقریباً نو بجے رات گھر پہنچے۔ اگلی صبح نو بجے ہم نے قبلہ حضرتؒ کے ہاں حاضری دی۔ وہ ہمارے انتظار میں تھے۔ ہمیں دیکھ کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور عجیب محبت بھرے انداز سے ہمیں باری باری گلے لگایا۔ پھر چائے آ گئی اور ہم دونوں کو دم کر کے پلائی۔ آپ ہم سے محاذ کی باتیں سنتے رہے اور ہر فقرے پر اللہ اکبر کہتے رہے۔ کبھی کبھی تو

شدتِ جذبات سے آپ کی آنکھیں چھلک جاتیں اور کبھی ایسا محسوس ہوتا جیسے جنگ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ایک مرتبہ فرمایا کہ"جنگِ بدر میں 313 اہلِ ایمان کی فتح کو آج کے لوگ قصہ پارینہ سمجھ بیٹھے تھے۔اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا کہ اس گئے گزرے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت سے کفار کی نفری اور سامانِ حرب کی تباہی دکھا کر مسلمانوں کی تمام پچھلی جنگوں کی کامیابیوں پر حقیقت کی مہر ثبت کر دی ہے۔اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اللہ اکبر! میں نے جب وقت دیکھا تو بارہ بج چکے تھے۔میں نے قبلہ حضرتؒ سے اجازت طلب کی دفتر کے لیے روانہ ہونے لگا تو رخصتی کے وقت آپ نے فرمایا:"ابھی تو تجھے دوسرے محاذوں پر بھی جانا ہے تیار رہو۔"

اس سے پہلے بھی للیانی اور قصور محاذ کا تذکرہ کر چکا ہوں مگر اس وقت جنگ زوروں پر تھی اور میں نے محاذ سے ایک زخمی فوجی جوان کو لاہور لا کر فوجی ہسپتال میں داخل کروایا تھا۔لیکن اس مرتبہ جنگ بندی ہو چکی تھی۔ہوا یوں کہ جنگ بندی کے چند یوم بعد میرا ایک دوست میرے دفتر آیا۔اس کا بھائی فوج میں کرنل اور نوشہرہ میں تعینات تھا۔ان کی ہیوی گن رجمنٹ چونڈہ کے محاذ پر دادِ شجاعت دے چکی تھی۔اور آج کل للیانی قصور کے علاقے میں تھی۔کرنل صاحب وہاں جا کر اپنے جوانوں سے ملنا چاہتے ہیں لیکن ان کے پاس گاڑی نہیں تھی۔اس لیے میرے دوست نے مجھے ساتھ چلنے کو کہا۔میں نے یہ دعوت قبول کر لی۔ چنانچہ اگلے روز صبح 9 بجے کرنل صاحب اور ان کے بھائی کو ساتھ لیا اور ہم قصور روانہ ہو گئے۔ گیارہ بجے کے قریب ہم للیانی کے قصبہ میں پہنچ چکے تھے۔وہاں ملٹری پولیس کے ایک افسر سے کرنل صاحب نے بات کی تو معلوم ہوا کہ متعلقہ کمپنی للیانی قصبہ کے مشرق میں خیمہ زن ہے۔چنانچہ للیانی سے ذرا آگے جا کر ہم مشرق کی طرف ایک کچے راستے میں اتر گئے۔

پھر مختلف جگہوں پر پتہ پوچھتے پوچھتے آخر کار ہم مطلوبہ مقام پر پہنچ گئے۔ وہاں تمام افسروں کو پہلے کرنل صاحب کے آنے کی اطلاع ہو چکی تھی اور وہ سب لوگ درختوں کے جھنڈ کے نیچے ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ ہمارے وہاں وارد ہونے پر تمام افسروں نے کرنل صاحب کا والہانہ استقبال کیا۔ کرنل صاحب نے راستے میں ہمیں بتایا تھا کہ انہوں نے جنگ میں عملی حصہ نہیں لیا تھا اور وہ ہیڈ کوارٹر ہی میں رہے لیکن جنگ سے پہلے انہوں نے اپنی رجمنٹ کے ساتھ چونڈے کے میدان میں ہونے والی فوجی مشق میں بھرپور حصہ لیا تھا اور اس تجربہ کی وجہ ہی سے ہم بہت بڑی فتح سے ہمکنار ہوئے ہیں۔ کرنل صاحب نے بتایا کہ اس مشق میں ہماری رجمنٹ نے اس میدان کی مکمل پیمائش کی تھی اور جنگ کے دوران اسے استعمال کرتے ہوئے خوب داد شجاعت دی اور توپوں کے ٹھیک ٹھیک نشانے لگا کر دشمن کو بھاری نقصان پہنچایا۔ اب للیانی محاذ پر کرنل صاحب کا پرجوش استقبال کیا گیا اور انہیں مبارک بادیں دی جا رہی تھیں کہ اس ساری کامیابی کا سہرا آپ کے سر ہے۔ پھر ہم سب لوگ ایک درخت کے نیچے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ چائے پر کوئی دو گھنٹے آپس میں گفتگو ہوتی رہی۔ میں نے جس افسر سے بھی بات کی مجھے یہ تاثر ملا کہ کرنل صاحب کی بہترین قائدانہ صلاحیت ہی چونڈے کے میدان میں کامیابی کا باعث بنی۔ محاذ پر غازیوں کے ساتھ خوبصورت ماحول میں وقت گزرنے کا احساس تک نہیں ہوا۔ اسی دوران ایک افسر کرنل صاحب کے پاس آیا اور بڑے فدویانہ انداز سے درخواست کی کہ کھانے کے لیے نیچے تشریف لائیں۔ کرنل صاحب مہمان خصوصی تھے اور ہم ان کی قیادت میں جھاڑیوں کے بیچ ایک چھوٹے سے راستے سے زمین دوز میس میں اتر گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا ہال تھا لیکن مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے یہ دنیا کی سب سے خوبصورت جگہ ہو۔ کرنل صاحب کو بڑی عزت کے ساتھ مہمان خصوصی کی سیٹ پر بٹھایا گیا

اور ہم دونوں کو ان کی بائیں جانب کی کرسیوں پر جگہ ملی۔ کھانا سادہ مگر بہت لذیذ تھا اور ہم نے خوب پیٹ بھر کر کھایا۔

خوشی اس بات کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے غازیوں اور مجاہدوں کے ساتھ کھانے کی محفل میں شرکت کی سعادت عطا فرمائی تھی۔ کھانا کھانے کے بعد سب لوگ باہر آ گئے۔ اب رخصتی کا وقت تھا اور کرنل صاحب نے سب کو باری باری گلے لگایا' شاباش دی اور حوصلہ بلند رکھنے کی نصیحت کی۔ پھر اس خوبصورت ماحول سے ہمارا واپسی کا سفر شروع ہوا۔ اور تین بجے کے قریب ہم لاہور واپس آ گئے۔ کرنل صاحب کو ان کی رہائش گاہ کے قریب اتار کر میں سیدھا اپنے پیر و مرشد قبلہ انصاری صاحبؒ کے ہاں چل دیا۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی مقناطیسی قوت گاڑی کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ راستے میں مجھے خیال آیا کہ اس وقت تو قبلہ حضرت آرام فرما رہے ہوں گے لیکن وہاں پہنچ کر حیرت ہوئی کہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: آؤ آؤ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ مجھے غازیوں اور مجاہدوں کی خوشبو آ رہی تھی۔ آج تو تم نے خوب مزے لوٹے ہیں۔ اگر چہ جنگ بند ہو چکی تھی مگر حالت جنگ تو ہے اور حالتِ جنگ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اسی طرح رہتی ہے اور وہی کیف اور سرور حاصل ہوتا ہے۔ جب تک اللہ چاہے اللہ اکبر'' قبلہ حضرت بڑے مزے لے لے کر میری باتیں سنتے رہے۔ جب عصر کی اذان کی آواز کانوں میں پڑی تو مجھے وقت کا احساس ہوا۔ چنانچہ میں نے جانے کے لیے رخصت طلب کی اور یوں زندگی کا ایک حسین' خوبصورت اور خوشیوں سے معطر دن گزرا جو یادوں کا سرمایہ ہے۔

معرکہ حق

(محمد ریاض)

فرمان باری تعالیٰ ہے "ان سے جنگ کرو تا کہ اللہ تمہارے ہاتھوں سے انہیں سزا دلوائے، انہیں رسوا کرے، ان کے خلاف تمہاری مدد کرے، اور مومنوں کے دل ٹھنڈے کر دے۔

متذکرہ بالا آیات میں موجود ساری باتوں کو اللہ نے 10مئی کی صبح پورا فرمایا بلاشبہ یہ ایک تاریخی فتح ہے جس نے مومنوں کے دل کو ٹھنڈک پہنچائی ہے اور دشمن پر ایسی کاری ضرب لگائی ہے جسے وہ ہمیشہ یاد رکھے گا دنیا حیرت زدہ ہے پاکستان نے اپنے سے کئی گنا بڑے ملک کو ناکوں چنے چبوا دیے اسے مجبور کر دیا کہ وہ سیز فائر کی دہائیاں دے۔

ڈی جی آئی ایس پی آر جنرل احمد شریف چوہدری نے 11 مئی کی رات کو ایک اہم نیوز کانفرنس میں بتایا کہ بھارتی تنصیبات کو مسلسل نشانہ بنایا گیا اور شدید نقصان پہنچایا گیا یہاں تک کہ انہوں نے سفید جھنڈے لہرا کر تحمل کی درخواست کی۔ بھارت نے پاکستانی فضائی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ڈرونز کے ذریعے ہمارے شہریوں کو خوفزدہ کرنے کی کوشش کی۔ آپریشن "بنیانِ مرصوص" کے دوران درجنوں پاکستانی مسلح ڈرونز بھارت کے بڑے شہروں، حساس حکومتی و سیاسی تنصیبات اور دارالحکومت نئی دہلی پر منڈلاتے رہے مقبوضہ کشمیر سے لے کر گجرات تک تا کہ پاکستان کی مہلک طویل فاصلے تک مار کرنے والی ڈرون صلاحیت کا بھرپور مظاہرہ کیا جا سکے۔

وہ یقینی طور پر درست کہہ رہے تھے کیونکہ ان کی بات کی تائید بین الاقوامی میڈیا بھی کر رہا تھا۔ اتوار کی صبح بابا جان قبلہ محمد یعقوب توحیدی صاحب نے اپنی ہفتہ وار میٹنگ میں بھائیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا انہوں نے 1965 کی یاد تازہ کر دی بالکل وہی جذبہ دوبارہ زندہ ہو گیا، آپ نے پاک فوج اور فضائیہ کی تعریف کرتے ہوئے جو باتیں کہیں اگلے دن امریکی ملٹری جریدے نیشنل انٹریسٹ نے وہی باتیں لکھیں نیشنل انٹریسٹ کے مطابق پاکستان فضائیہ کی برتری کی بڑی وجہ پاک فضائیہ کے پائلٹس کی بہتر تربیت اور جنگی تجربہ ہے، پاکستانی پائلٹس افغانستان کے ساتھ سرحدی علاقے میں مسلسل انسداد دہشت گردی آپریشنز کرتے رہے ہیں"۔

مختلف ذرائع سے حاصل شدہ معلومات کے مطابق دشمن کا بھاری مالی اور جانی نقصان ہوا اور اب وہ ایک عرصے تک شاید دوبارہ کوئی ناپاک حرکت نہ کرے بھارتی جانب 200 سے زائد فوجی ہلاک اور 400 سے زائد زخمی، جبکہ ہماری اب تک 13 فوجی شہادتیں ہوئیں۔ فرانسیسی اور روسی اسلحہ ساز صنعت کی دنیا بھر میں سبکی اور مانگ میں کمی، جبکہ چینی عسکری ٹیکنالوجی نے پاکستان کے ہاتھوں شاندار کامیابی حاصل کی۔ پاک چین دوستی آزمائش میں کامیاب ہوئی اور الحمد اللہ مزید مضبوط ہو گئی۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہماری ساری قوم ایک بار پھر متحد ہو گئی۔ پوری امتِ مسلمہ میں پاکستان اور پاک فوج کا وقار مزید بلند ہوا۔

الحمد للہ۔۔۔! پاکستان کی مسلح افواج نے اللہ رب العزت کے خاص فضل و کرم سے یہ کارنامہ سرانجام دیا۔۔۔

اللہ اکبر۔۔۔!!! پاکستان زندہ باد

خدا کے وجود پر پروفیسر اور طالبہ کا مکالمہ

(ذوالفقار احمد چیمہ)

پروفیسر اینڈریو کا یہ سوال سن کر کہ ''اگر خدا ہوتا تو وہ ایک Perfect world بناتا جو جرائم، مصائب اور تکلیفوں سے پاک ہوتی'' عائشہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی، اور پھر اس نے پوچھا پروفیسر صاحب آپ کتابیں پڑھتے ہیں؟''۔ پروفیسر نے کہا ''ہاں میں انسانی زندگی کے بارے میں کہانیاں اور ناول دلچسپی کے ساتھ پڑھتا ہوں۔'' عائشہ نے یہ سن کر سوال کیا ''پروفیسر صاحب! کیا آپ کو انسانی زندگی کی ایسی کہانیاں پسند ہیں جن میں کوئی موڑ، کوئی مشکل اور کوئی چیلنج نہ ہو۔ ہیرو صاف اور سپاٹ سڑک پر سفر کرتا ہوا اپنے طے شدہ وقت پر منزل پر پہنچ جائے یا آپ کو ایسے ناول پسند ہیں جس میں راستہ کٹھن ہو، جرم بھی ہو، تصادم بھی ہو، غیر متوقع چیلنجز بھی ہوں اور کرداروں کو مصائب اور مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑے، اور دکھ بھی سہنے پڑیں؟'' پروفیسر نے کہا ''کتاب تو وہی دلچسپ ہوگی جس میں جرائم بھی ہوں، مشکلات بھی ہوں اور چیلنجز بھی ہوں'' عائشہ نے ہلکا سا مسکرا کر کہا'' بس زندگی کے خالق نے بھی اسے سیدھا اور سپاٹ رکھنے کی بجائے اس میں اونچ نیچ، مشکلات اور چیلنجز ڈال کر اسے دلچسپ بنا دیا ہے۔ مصائب ہمارے اندر صبر اور انسانی ہمدردی کے جذبات پیدا کرتے ہیں، صدمات اور چیلنجز انسانوں میں مشکل حالات پر قابو پانے کی ہمت۔ (Resilience) پیدا کرتے ہیں۔ مشکلات اور آلام نہ ہوں تو انسان میں ان سے نبرد آزما ہونے کی طاقت اور صلاحیت پیدا نہیں ہوسکتی۔ ان چیلنجز کے بغیر تو جیسے

انسان کو زندگی کے صحیح معانی ہی معلوم نہیں ہو سکتے۔ پروفیسر کھسیانی مسکراہٹ کے ساتھ بولا اچھا تو خدا نے زندگی کی کہانی دلچسپ بنانے کے لئے انسانوں کو ان دکھوں اور مصائب میں مبتلا کیا ہے؟''

''نہیں خدا کے نزدیک زندگی ایک کہانی نہیں ایک ٹیسٹ ہے۔ ایک امتحان ہے عائشہ نے پھر وضاحت کرتے ہوئے کہا ''خالق نے خود اپنی واضح نشانیاں دکھا دی ہیں جو شعور رکھنے والے انسانوں کو سچائی تک یعنی خدا کے وجود تک پہنچنے میں راہنمائی کرتی ہیں۔'' پروفیسر نے کسی قدر پریشان ہو کر ایک سخت وار کیا'' او کے عائشہ! اگر خدا واقعی ہے تو لوگ اس کے وجود سے انکار کیوں کرتے ہیں۔'' عائشہ نے پورے اعتماد کے ساتھ سوال سنا اور معمولی توقف کے بعد کہا، ''پروفیسر صاحب! آپ یہ بتایئے کہ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ سگریٹ نوشی مضر صحت ہے، اس کے باوجود کروڑوں کی تعداد میں لوگ سموکنگ کرتے ہیں، وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟'' ''اس لئے کہ انہیں کوئی بھی عمل کرنے کا اختیار ہے، اور وہ اس اختیار کو وقتی خوشی یا لذّت کے حصول کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ فلسفے کے ماہر پروفیسر نے جواب دیا'' آپ نے بالکل درست کہا پروفیسر صاحب'' عائشہ نے آواز بلند کرتے ہوئے کہا '' آپ نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ انسان اپنا اختیار (choice) ہمیشہ درست طور پر استعمال نہیں کرتے، وقتی لذت، لطف، خوشی یا مفاد کے لئے وہ اس چوائس کا غلط استعمال بھی کرتے ہیں اور ایک غلط اور نقصان دہ راستے پر بھی چل پڑتے ہیں۔ سچائی کو ماننا یا نہ ماننا بھی ہمارے اختیار یا چوائس کا معاملہ ہے اور ہماری چوائس غلط بھی ہو سکتی ہے۔''

اب کلاس کے سٹوڈنٹس کی اکثریت عائشہ کو ستائش کی نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔

مگر منطق اور دلیل کا ماہر پروفیسر اپنی ہی ایک سٹوڈنٹ سے شکست کھانے کے لئے تیار نہ تھا، لہٰذا اس نے ایک اور پتہ پھینکا ''عائشہ اگر خدا ہے تو نظر کیوں نہیں آتا، اس نے اپنے آپ کو مخفی کیوں رکھا ہوا ہے؟'' عائشہ نے جواب دیا ''پروفیسر صاحب! جب خدا نے پردہ اٹھا دیا اور اپنے آپ کو ظاہر کر دیا، تو اُس دن امتحان ختم ہو جائے گا۔ اور امتحان کے ساتھ ہی دنیا کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔'' پھر ایک وقفے کے بعد عائشہ نے غیر معمولی خود اعتمادی کے ساتھ بات جاری رکھتے ہوئے کہا ''مگر کیا شعور رکھنے والوں کو اپنے آس پاس خدا کی واضح نشانیاں نظر نہیں آتیں؟ خدا اپنی نازل کی گئی کتاب میں خود بار بار کہتا ہے کہ میری تخلیقات پر غور کرو، عقل اور شعور استعمال کر کے میری نشانیوں کے ذریعے مجھے تلاش کرو۔ تمہیں سچائی نظر آ جائے گی۔ پروفیسر صاحب! خدا کے منکروں کا نظریہ کس قدر بودا اور کھوکھلا ہے۔ وہ یہ تو کہتے ہیں کہ ہر چیز مادّے سے پیدا ہوئی ہے مگر مادّے میں جان کس نے پیدا کی اور ذرے کو زندگی کس نے بخشی ہے، اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں۔ پھر یہ کہ جب مادّے میں جان پڑ گئی اور نباتات اور حیوانات وجود میں آ گئے تو ان میں سے ایک جانور کو شعور دے کر انسان کس نے بنایا ہے؟ اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں محض یہ کہہ دینا کہ فطرت (Nature) خود بخود تخلیق کرتی ہے۔ ایک غیر عقلی اور غیر منطقی بات ہے۔ صدیوں کی تاریخ گواہ ہے کہ آج تک کوئی فنکشنل چیز اپنے آپ پیدا نہیں ہوئی۔ وہ پوری دنیا میں کوئی ایک عمارت، ایک پل ایک پرندہ یا کوئی ایک مشین بتا دیں جو خود بخود بن گئی ہو۔ evolution کے نظریے کے حق میں آج تک کوئی ایک معمولی سی شہادت بھی پیش نہیں کی جا سکی۔ دوسری جانب جب خدا کہتا ہے کہ یہ کائنات اور انسان میں نے تخلیق کئے ہیں اور سورج چاند اور ہر چیز کو تمہارے لئے

مسخر کر دیا ہے تو ہمیں نظر آتا ہے کہ دنیا میں ہر وہ سامان بہم پہنچا دیا گیا ہے جو انسانی زندگی کی بقاء اور نشو و نما کے لئے ضروری ہے۔ کیا کوئی معمولی سی عقل رکھنے والا شخص بھی یہ مان سکتا ہے کہ سورج اور چاند خود بخود پیدا ہو گئے اور خود بخود صدیوں سے اعلیٰ ترین درجے کی precision کے ساتھ اپنے مدار میں چل رہے ہیں اور اپنا دیا گیا ٹاسک پورا کر رہے ہیں۔ انسانی جسم کے اندر چلنے والے حیرت انگیز سسٹم بھی پکار پکار کر کسی عظیم خالق کے ہونے کی شہادت دے رہے ہیں۔ انسان کے اعضاء مثلاً آنکھیں، ناک، کان، دل، جگر، آنتیں ہر عضو کا مخصوص فنکشن ہے اور جس عضو کو جہاں ہونا چاہئے تھا اسے وہیں رکھا گیا ہے۔ اسی لئے خدا نے انسان کو اپنی تخلیق کا شاہکار (Best of Creations) قرار دیا ہے۔ انسانی جسم کا حیرت انگیز سسٹم اور اس کے اندر چلنے والے کارخانے، کیا یہ سب اپنے آپ بن گئے ہیں؟ کیا آپ کا شعور اور عقل یہ بات تسلیم کرتی ہے؟ نہیں عقل یہ کہتی ہے کہ یہ اپنے آپ نہیں بن سکتا، یہ کسی بہت طاقتور ہستی کی قوت تخلیق کا شاہکار ہے اب کلاس میں مکمل خاموشی طاری تھی۔ مگر سٹوڈنٹس کے چہروں سے واضح طور پر نظر آتا تھا کہ وہ عائشہ کی باتوں کا اثر قبول کر رہے ہیں۔ پہلی بار کسی نے پروفیسر اینڈریو بینٹ کے نظریات کو چیلنج کیا تھا۔ مگر پروفیسر شکست ماننے کے لئے تیار نہیں تھا، اس کے ترکش میں ابھی چند تیر باقی تھے۔ اس نے ایک اور تیر پھینکا" عائشہ جیسا تم کہہ رہی ہو کہ خدا بڑا عظیم بھی ہے اور وہ انسانوں کا خیر خواہ بھی ہے تو پھر ہمیں دنیا میں (unreasonable sufferings) کیوں نظر آتی ہیں۔ اتنی بڑی تعداد میں معذور بچے کیوں پیدا کئے گئے ہیں؟" عائشہ نے پورے سکون اور اطمینان کے ساتھ کہا" پروفیسر صاحب آپ ہیلن کیلر کو تو جانتے ہوں گے۔" "ہاں ہاں وہی نابینا اور بہری خاتون

جو بہت بڑی رائٹر بن گئی تھی۔''پروفیسر نے جواب دیا ''جی وہی ہیلن نے اپنی معذوری کو نہ اپنی کمزوری بننے دیا اور نہ ہی کبھی خدا سے گلہ کیا بلکہ اس نے اپنی معذوری کو اپنی طاقت بنالیا اور کروڑوں معذور انسانوں کو inspire کیا۔''ہیلن کیلر کہا کرتی تھیں کہ ''سکھ بھرا خوشگوار سفر نہیں۔ بلکہ دکھوں سے لبریز کٹھن راستہ ہی انسانی کردار کو مضبوط کرتا اور کندن بناتا ہے۔''
کلاس کے تمام سٹوڈنٹس ہمہ تن گوش تھے اور لیکچر روم اب مکمل طور پر عائشہ کی گرفت میں تھا۔ پروفیسر کا تکبر اب ریزہ ریزہ ہو چکا تھا اور ہر طالب علم محسوس کر رہا تھا کہ پروفیسر بھی عائشہ کی پر اثر باتوں سے کافی متاثر ہو چکا ہے۔ پروفیسر نے آخری سوال پوچھا'' عائشہ نے جواب دیا ''اس لئے میں اپنے creator کو محسوس کرتی ہوں۔ دماغ سے نہیں دل سے بھی خدا کو دیکھتی اور محسوس کرتی ہوں۔ میں جب نماز میں اپنے خالق سے ہمکلام ہوتی ہوں، جب اُس سے کوئی دعا مانگتی ہوں، جب پریشانیوں میں گھر کر اُسے پکارتی ہوں تو مجھے جواب مل جاتا ہے۔ مجھے آسودگی، سکون اور اطمینان قلب نصیب ہو جاتا ہے۔''پروفیسر نے شکست خوردہ لہجے میں کہا ''مگر مجھے روشنی کیوں نہیں مل سکی؟ مجھے خدا کیوں نہیں ملا؟'' عائشہ بولی، ''اس لئے کہ آپ نے اس کی تلاش میں صرف فلسفیانہ اور منطقی راستے اختیار کئے ہیں جبکہ ایک اور راستہ بھی ہے۔ اور وہ ہے دل کا راستہ۔ اسے اختیار کریں وہ آپ کو سچائی اور حقیقت کی منزل تک ضرور پہنچائے گا۔ پروفیسر کے اپنے دل کے اردگرد نفرت اور تعصب کی جو مضبوط دیواریں کھڑی تھیں، ان میں دراڑ پڑ چکی تھی۔ اس کا سارا فلسفہ اور منطق ایک ٹین ایجر لڑکی کی پُر اخلاص باتوں کے آگے ڈھیر ہو چکا تھا۔ وہ دل شکستہ ہو کر کرسی پر بیٹھ گیا اور اس کی نحیف سی آواز ابھری (Class Is Over) آپ جا سکتے ہیں۔''

موت اور روح انسانی

(علامہ ابن القیم)

رحمتِ عالم ﷺ نے تفصیلی روشنی ڈال کر ہمیں لوگوں کے اقوال سے بے نیاز کر دیا ہے اور روح کے لوٹائے جانے کی صراحت فرمادی ہے۔ براء بن عاذب کا بیان ہے کہ ہم بقیع الغرقد میں ایک جنازے کے ہمراہ تھے۔ رحمتِ عالم ﷺ بھی تشریف لا کر بیٹھ گئے۔ ہم بھی آپ کے آس پاس خاموش بیٹھ گئے۔ میت کی لحد کھودی جارہی تھی۔ آپؐ نے تین بار قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگی۔ پھر فرمایا کہ جب انسان آخرت میں داخل ہونے والا ہوتا ہے اور دُنیا میں اس کی آخری سانسیں ہوتی ہیں تو اس کے پاس خورشید جیسے چمکیلے چہروں والے فرشتے اُتر کر آتے ہیں جو اس کی حدِ نگاہ تک ہوتے ہیں۔ پھر ملک الموت آکر اس کے سرہانے بیٹھ کر فرماتے ہیں اے پاکیزہ رُوح اللہ کی بخشش و رضا کی طرف نکل۔ چنانچہ وہ اس طرح آسانی سے نکل آتی ہے جیسے مشک کے منہ سے قطرہ نکل آتا ہے۔ ملک الموت اسے لے لیتے ہیں۔ ان کے لیتے ہی فرشتے ایک سیکنڈ کے لیے بھی ان کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے۔ اور ان سے لے کر جنتی کفن و خوشبو میں اسے لپیٹ لیتے ہیں اس رُوح سے مشک سے بھی زیادہ پیاری خوشبو پھُوٹ پڑتی ہے پھر فرشتے اس کو لے کر چڑھتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں وہی پوچھتے ہیں کہ یہ پاکیزہ روح کس کی ہے۔ لانے والے فرشتے اس کا دنیوی سب سے اچھا نام لے کر بتاتے ہیں کہ یہ رُوح فلاں بن فلاں کی ہے۔ یہاں تک کہ اسے دنیوی آسمان تک لے کر پہنچ جاتے ہیں اور اس کے لیے دروازہ کھلواتے ہیں۔ آخر دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اور اس آسمان کے تمام مقرب فرشتے دوسرے آسمان تک اسے رخصت کرتے ہیں۔ اسی طرح اس آسمان تک لے کر پہنچ جاتے ہیں جس پر حق تعالیٰ ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے کی کتاب علیین

میں رکھ لو(اعمال نامہ علیین میں رکھ دو)اور اسے زمین کی طرف ہی لوٹا دو۔کیونکہ میں نے مٹی ہی سے انہیں پیدا کیا ہے اسی میں لوٹا دوں گا اور دُوسری بار اسی سے پیدا کروں گا۔پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے پھر اس کے پاس دو فرشتے آکر اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا رب کون ہے۔یہ جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا دین کیا ہے؟یہ جواب دیتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ وہ جو تم میں مبعوث کیے گئے تھے کون ہیں۔یہ جواب دیتا ہے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں پوچھتے ہیں کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ اللہ کے رسولؐ ہیں یہ جواب دیتا ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اور اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی مجھے اس سے آپ کی رسالت کا علم ہوا۔پھر آسمان سے آواز آتی ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا۔اس کے نیچے جنتی فرش بچھا دو۔اور جنت کی کھڑکی کھول دو۔پھر اس کی قبر میں جنت کی مہک اور خوشبو آنے لگتی ہے۔اور اس کی قبر حدِ نگاہ تک فراخ کر دی جاتی ہے پھر اس کے پاس ایک نہایت حسین وجمیل مہکتے ہوئے خوب صورت لباس والا ایک شخص آکر کہتا ہے کہ ایک مسرت انگیز خبر سنیے۔آج کا وہ دن ہے جس کا آپ سے دنیا میں وعدہ کر لیا گیا تھا۔یہ پوچھتا ہے کہ آپ کون ہیں آپ کے تو چہرے ہی سے بشارت ٹپک رہی ہے۔یہ شخص جواب دیتا ہے کہ میں آپ کا نیک عمل ہوں۔یہ سُن کر وہ دُعا مانگتا ہے کہ اے رب قیامت قائم فرما تا کہ میں اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹوں۔اسی طرح کافر جب دنیا سے کٹنے والا اور آخرت میں داخل ہونے والا ہوتا ہے تو کالے بھٹ چہروں والے فرشتے آسمان سے اُتر کر اس کے پاس آتے ہیں ان کے ہاتھوں میں ٹاٹ ہوتی ہے یہ اس کی حدِ نگاہ تک ہوتے ہیں۔پھر ملک الموت آکر اس کے سرہانے بیٹھ کر فرماتے ہیں کہ اے گندی روح اللہ کے قہر وغضب کی طرف نکل۔مگر روح اس کے جسم کے گوشے گوشے میں پھیل جاتی ہے۔پھر ملک الموت اسے کھینچتے ہیں جیسے تر روئی سے سلاخ کھینچی جاتی ہے۔اور اسے پکڑ لیتے ہیں۔مگر فرشتے ایک سیکنڈ کے لیے بھی ان کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے اور ان سے لے کر ٹاٹ میں لپیٹ دیتے ہیں اس

سے انتہائی سڑی ہوئی لاش کی بدبو کی طرح بدبو نکلتی ہے۔ پھر اسے لے کر چڑھتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت سے گزرتے ہیں وہی پوچھتی ہے کہ یہ گندی رُوح کس کی ہے؟ یہ اس کا سب سے بُرا دنیوی نام لے کر بتاتے ہیں کہ یہ رُوح فلاں بن فلاں کی ہے۔

یہاں تک کہ اسے لے کر پہلے آسمان تک جا پہنچتے ہیں اور دروازہ کھلواتے ہیں مگر دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ (**لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ**) ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور وہ جنت میں نہیں جائیں گے۔ جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل نہ ہو (یہ ناممکن ہے لہٰذا ان کا جنت میں جانا بھی ناممکن ہے) حق تعالیٰ فرماتا ہے ان کا اعمالنامہ سجّین میں سب سے نیچے کی زمین میں لکھ لو۔ پھر اس کی رُوح اوپر ہی سے پھینک دی جاتی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ (**وَ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللہ**) اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے گویا وہ آسمان سے گر پڑا۔ اسے اب خواہ پرندے اچک لیں یا ہوا کہیں دُور لے جا کر پھینک دے۔ پھر اس کی رُوح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے پھر دو فرشتے اس کے پاس آ کر پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے یہ جواب دیتا ہے ہائے ہائے مجھے معلوم نہیں۔ پوچھتے ہیں وہ کون ہیں جو تم میں مبعوث کیے گئے تھے۔ یہ جواب دیتا ہے ہائے ہائے مجھے معلوم نہیں۔ پھر آسمان سے آواز آتی ہے کہ میرا بندہ جھوٹا ہے اس کے نیچے آگ کا فرش بچھا دو۔ اور جہنم کی کھڑکی کھول دو۔ پھر اس کی قبر میں جہنم کی لپٹیں اور سخت گرم لُو آنے لگتی ہے۔ اور اسے قبر اتنا دبوچتی ہے کہ ادھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی ادھر آ جاتی ہیں۔ اور اس کے پاس بدصورت بدبودار اور بُرے کپڑوں میں ایک شخص آ کر کہتا ہے۔ ایک بُری خبر سُن! آج کا وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ یہ پوچھتا ہے تو کون ہے؟ تیرے چہرے ہی سے بُرائی ٹپک رہی ہے یہ جواب دیتا ہے کہ میں تیرا گندہ عمل ہوں پھر یہ دُعا مانگتا ہے کہ اے رب قیامت قائم نہ کر۔ (احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں ابتدائی حصہ ہے۔ ابوعوانہ، تمام اہلسنت واہلحدیث کی رائے اسی حدیث کے مطابق ہے۔

توحیدی معاشرہ

(سید اسعد گیلانی)

اسلامی معاشرہ ایک توحیدی معاشرہ ہے۔اسی توحید سے اسلامی معاشرے کا قوام تیار ہوا ہے اسی لیے اس تعمیری دور میں توحید پر زور اور شرک کی پُر زور تردید کی گئی ہے۔

اسلامی تعلیمات میں توحید کو اولین مقام حاصل ہے۔قرآن پاک کو اگر کتاب توحید کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔کتاب مبین میں جابجا توحید خالص کا سبق دیا گیا ہے اور قرآن کی کوئی سورت اور اس سورت کا کوئی رکوع ایسا ہوگا جو توحید کی تعلیم وتشریح سے خالی ہو۔ سورۃ انعام قرآن پاک کی چھٹی بڑی سورت ہے جو پوری کی پوری مکی دور میں نازل ہوئی تھی روایات میں آتا ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو رسول اکرمؐ اونٹنی پر سوار تھے اور اونٹنی کا یہ حال تھا کہ نزول وحی کے بوجھ سے یوں دبی جارہی تھی کہ جیسے اسکی ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی۔ وہ دور حضور اکرم ﷺ پر بڑی شدت کا دور تھا اور قریش کی مزاحمت اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔

اس سورت میں قریش کے مسلکِ شرک کی تردید توحید کی دعوت عقیدہ آخرت کی تبلیغ دنیا کی زندگی کو سب کچھ سمجھ لینے کے خیال کی تردید جہالت کی باتوں کا ردّ اسلام کے اخلاقی اصولوں کی تعلیم،رسول اکرمؐ کے خلاف اٹھائے گئے اعتراضات کا جواب مسلمانوں کو تسلی وتشفی اور کفار ومشرکین اور مخالفین کو تنبیہ ونصیحت کے مضامین بیان کئے گئے ہیں۔ تا کہ نئے اسلامی معاشرے کی تخلیق وتعمیر توحید کے اصول پر ہو سکے۔

اسی پس منظر میں بات کرتے ہوئے مالک ملک کی توحید کا احساس دلانے کے لیے ایک تمثیل کے ذریعے بات سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

سورہ الانعام کی دو آیات ۴۰، ۴۱ میں فرمایا۔

''اے رسول اکرم، ان سے کہہ دیجئے کہ تم ذرا غور تو کرو کہ اگر تم پر اللہ کی طرف سے کوئی بڑی مصیبت آجائے یا موت ہی آجائے تو پھر اس وقت تم اللہ کے سوا اور کس کو پکارا کرتے ہو۔ بولو اگر تم سچے ہو۔''

مَاتشر کون ۔

بلکہ اس وقت تو تم اللہ ہی کو پکارتے ہو۔ پھر اگر وہ چاہتا ہے تو اس مصیبت کو تم پر سے ٹال دیتا ہے۔ ایسے موقعوں پر تم اپنے بنائے ہوئے شریکوں کو بھول جاتے ہو۔ ان آیات کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں پوشیدہ اس نفسیاتی کیفیت کا انکشاف فرمایا ہے جو توحید پر مبنی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شرک اور ایسے ہی جھوٹے توہمات درحقیقت انسان کے ماحول۔ رواج اور معاشرے کے بیرونی طور پر لادے ہوئے ادہام ہوتے ہیں لیکن جس طرح شدید سردی میں کوئی شخص اپنا گرم کپڑا بچا کر نہیں رکھتا بلکہ اسے اپنی حفاظت اور سردی سے بچاؤ کے لیے استعمال کرتا ہے۔ اسی طرح کسی شدید ترین مصیبت کے وقت بھی جب انسان اپنے سارے جعلی اور رواجی مددگاروں کو پکار چکتا ہے اور ان کی مدد سے محروم رہتا ہے تو پھر بالآخر اسکی فطری پکار مالک الملک کی طرف ہی رجوع کرتی ہے۔ اور پھر انسان اپنے خالق کو ہی خالص کر کے پکارتا ہے اس لیے کہ اسکی فطرت جانتی ہے کہ ہر مصیبت کو ٹال دینے اور اپنے بندے کی دستگیری کرنے کی حقیقی اور واقعی قوت صرف اللہ رب العالمین کے پاس ہی ہے اور وہ ڈوبتی کشتیوں کو تیرا دیتا ہے۔

مچھلی کے شکم میں اپنے بندے کو محفوظ رکھتا اور جلتی آگ میں جسے چاہے بچالیتا ہے۔ وہی حقیقی اور واقعی مالک ہے اور باقی سب اسکی مخلوق اور بندے ہیں۔ کسی ہستی میں

یہ زور نہیں ہے کہ وہ حقیقی مالک اور آقا سے اپنی کوئی بات زبردستی منوائے یا ضد کر کے اسے اپنی بات ماننے پر مجبور کردے۔

توحید کا یہ خالص سبق قرآن نے اپنے صفحات میں ہر جگہ دیا ہے اور توحید ہی دراصل ایمان کی بنیاد ہے توحید سکھانے کے لیے ہی انبیاء کرام کو بھیجا گیا ،توحید کا سبق دینے کے لیے ہی آسمانی کتابیں نازل ہوئیں اور توحید ہی مومن کے ایمان کا پہلا سبق ہے اور مومن اسی لیے بنایا گیا ہے کہ وہ بھٹکی ہوئی دنیا کو توحید کا سبق دے۔

بدقسمتی سے انسان نے بار بار توحید کے معاملے میں ہی ٹھوکر کھائی ہے اور شیطان کو بھی سب سے زیادہ دشمنی توحید سے ہی ہے ۔چنانچہ اس نے انسان کو بھٹکانے کے لئے جتنے حربے ایجاد کئے ہیں ان کے سب سے زیادہ اثرات توحید پر ہی پڑتے ہیں ۔چونکہ اللہ رب العالمین نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے کسی نبی یا ولی نے پیدا نہیں کیا ہے اس لیے اپنے پیدا کرنے والے کی بندگی اور اطاعت ہی انسان پر لازم ہے اور چونکہ پیدا کرنے والا ہی اپنی مخلوق کی حاجات سے آگاہ ہوتا ہے بلکہ اسکی حاجات معین اور مقرر کرتا ہے اس لیے اسکی حاجت روائی بھی اس کا خالق ہی کرسکتا ہے۔کوئی دوسرا بھی اپنے خالق کا اسی طرح محتاج ہے جیسے خود انسان محتاج ہے اس لیے ہر انسان کو اپنی حاجات اپنے خالق سے ہی طلب کرنا چاہیے

لیکن انسان اس بارے میں بار بار ٹھوکر کھاتا رہتا ہے وہ بعض صاحب مقدرت ہستیوں کو دیکھ کر اس دھوکے میں پڑ جاتا ہے کہ شاید وہ بھی کسی کو کچھ دے سکتی ہیں حالانکہ ان کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ بھی خدا کا ہی دیا ہوا ہوتا ہے۔

ان آیات کے پس منظر میں حضرت عکرمہؓ کا واقعہ بھی بڑا سبق آموز ہے وہ مشہور دشمنِ اسلام ابوجہل کے لڑکے تھے فتح مکہ کے بعد خوف زدہ ہو کر وہ جدہ سے کشتی میں بیٹھ کر

حبش کی طرف بھاگے جارہے تھے کہ راستہ میں طوفان آ گیا اور ان کی کشتی پانی میں ڈوبنے لگی تمام مسافر چیخ چیخ کر اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی دعائیں کرنے لگے بس وہی چیخ وپکار حضرت عکرمہ کے لیے ندائے ہدایت ثابت ہوئی انہوں نے سوچا کہ اس مصیبت میں تو ہم صرف واحد کو ہی پکار رہے ہیں اور کسی لات و منات یا ہبل کا نام نہیں لے رہے ہیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو گذشتہ بیس سال سے یہی بات کرر ہے ہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ کو ہی پکارو باقی سب بندے ہیں بس اس خیال نے انہیں یکسو کر دیا اور انہوں نے طے کرلیا کہ اگر آج اس طوفان کی ہلاکت سے بچ گیا تو مکہ مکرمہ واپس جا کر رسول اکرم کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دونگا چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اس طرح ایک بڑی مصیبت میں توحید کی پکار نے انہیں سلامتی کا راستہ دکھا دیا اسلامی معاشرے کا ہر فرد توحید پر کامل یقین رکھتا ہے۔

توحید دراصل خدا شناسی کا نام ہے اور جو شخص توحید سے دور ہے وہ خدا سے بھی دور ہے۔شرک کو اسی لیے ظلم عظیم کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑی محسن ہستی ہے اور شرک اسکی احسان فراموشی ہے اسی لیے ظلم ہے، ظلم تاریکی ہے اور تاریکی گمراہی ہے اس لیے شرک سب سے بڑی گمراہی ہے چنانچہ قرآن نے سورہ نساء آیت ۱۱۶ میں صاف کہہ دیا ہے کہ

"اللہ کے ہاں بس شرک کی ہی بخشش نہیں ہے اسکے سوا اور سب کچھ معاف ہوسکتا ہے جسے وہ معاف کرنا چاہے ۔لیکن جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تو وہ گمراہی میں بہت دور نکل گیا"

غرض نیکی کی ہر قسم اور نوعیت توحید سے ہی پھوٹتی ہے اس لیے کہ خدا شناسی سے ہی نیکی کا فروغ اور شعور ہوتا ہے۔اور ہر برائی کی جڑ شرک میں پوشیدہ ہے کہ خدا فراموشی سے ہی ہر بدی کا رشتہ قائم ہے۔

شرک ایک محسوس عمل سے لے کر غیر محسوس نفسیات اور احساسات تک سرایت کئے ہوئے ہوتا ہے بت پرستی اور مظاہر پرستی کے شرک سے لے کر دل میں کسی غیر اللہ پر توکل کرنے کے احساس تک شرک کا دائرہ موجود ہے چنانچہ توحید کے ساتھ شرک کی اسی وسعت اور اثر پذیری کے پیش نظر اسے چار اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔ خدا کی ذات میں شرک کا ارتکاب۔ ۲۔ خدا کی صفات میں شرک کا عقیدہ۔

۳۔ خدا کے اختیارات میں شرک کا یقین۔ ۴۔ خدا کے حقوق میں شرک کا ارتکاب۔

۱۔ خدا کی ذات میں شرک یہ ہے کہ خدا کے سوا دوسروں کو معبود بنائے جیسے تین خدا کا عقیدہ یا کروڑوں خداؤں کا عقیدہ یا بتوں اور آستانوں کی عبادت اس شرک کی جامع تردید اللہ تعالیٰ نے سورۂ اخلاص میں کی ہے فرمایا۔

''کہو (اے محمدؐ) وہ اللہ یکتا ہے۔اللہ سب سے بے نیاز ہے۔سب اس کے محتاج ہیں نہ اسکی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے''

سورہ انبیاء میں فرمایا ''اگر زمین اور آسمان میں اللہ کے سوا دوسرے خدا بھی ہوتے تو کائنات کا نظام بگڑ جاتا۔

سورۂ حم سجدہ میں فرمایا گیا۔''کہو (اے نبی) کہ میں تو ایک انسان ہوں تم جیسا بس میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا خدا تو بس ایک ہی خدا ہے۔

۲۔ خدا کی صفات میں شرک یہ ہے کہ جو صفات صرف خدا کے لیے خاص ہیں ان کو انسان کسی اور کی طرف بھی منسوب کرے مثلاً رزق دینا اور اولاد دینا۔سورۃ اعراف میں فرمایا گیا ''اے محمد ﷺ تم کہہ دو کہ میں مالک نہیں ہوں اپنے لیے نہ بھلائی کا اور نہ برائی کا مگر جو اللہ چاہے۔اگر مجھے علم غیب ہوتا تو میں بہت سے فائدے اپنے لیے حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی نقصان نہ پہنچتا۔

۳۔ خدا کے اختیارات میں شرک یہ ہے کہ انسان جو اختیارات خدا کے لیے مسلمہ ہیں ان کو کسی دوسرے کے لیے بھی تسلیم کرے مثلاً نفع وضرر یا حاجت روائی سورۂ آل عمران میں فرمایا۔

"وہ پوچھتے ہیں کہ اختیارات میں ہمارا بھی کچھ حصہ ہے کہو کہ اختیارات تو سارے اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔"

"اس طرح غیر اللہ کے بنائے ہوئے قوانین کی پیروی بھی شرک ہے اور توحید یہ ہے کہ انسان اللہ کے سوا کسی کے قانون کی پیروی نہ کرے۔"

۴۔ خدا کے حقوق میں شرک یہ ہے کہ خدا ہونے کی حیثیت سے جو حقوق بندوں پر اللہ تعالیٰ کے ہیں وہ کسی دوسری ہستی کو بھی ادا کئے جائیں، مثلاً حاجت روائی کے لیے کسی دوسرے سے دعا کرنا۔

سورۂ فرقان میں فرمایا گیا۔ "کیا تم نے اس شخص کے حال پر غور کیا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا خدا بنالیا ہے۔"

اس طرح قرآن کی تعلیمات سے ہمیں توحید خالص کو قبول کرنے اور شرک سے بچنے کا سبق ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کو توحید خالص پر چلنے کی ہدایت فرماتا ہے اور شرک سے بچنے کی تلقین کرتا ہے۔

"فی الحقیقت توحید پر مبنی معاشرہ ہی صحیح فطری معاشرہ ہوتا ہے اور وہی عالمگیر سچائیوں کا علمبردار معاشرہ ہے اور یہ خوبی صرف اسلامی معاشرے میں ہے کہ وہ توحیدی معاشرہ ہونے کے سبب عالمگیر صداقتوں کا علمبردار بن سکتا ہے۔"

اللہ کے ذکر کی فضیلت کا بیان

(مولانا محمد ادریس)

(۱) حدیثِ قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

میں اپنے بندہ کے گمان کے ساتھ ہوں (جیسا وہ تیرے متعلق گمان رکھتا ہے میں ویسا ہوتا ہوں) اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے چنانچہ اگر وہ اپنے دل میں (تنہائی میں) میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی اپنی تنہائی میں اسے یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ کسی مجمع میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی اس کے مجمع سے بہتر مجمع میں (فرشتوں کے مجمع میں) اس کا ذکر کرتا ہوں۔"

(۲) ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتلاؤں؟ جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر ہے اور تمہارے مالک (پروردگار) کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ ہے، اور تمہارے درجات کو سب سے زیادہ بلند کرنیوالا ہے اور سونے چاندی کے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے سے بھی بہتر ہے اور اس سے بھی بہتر ہے کہ تم اپنے دشمن سے (میدان جہاد میں) مقابلہ کرو اور پھر تم ان کی گردنیں کاٹو اور وہ تمہاری گردنیں کاٹیں؟ (صحابہ نے عرض کیا) کیوں نہیں یا رسول اللہ ضرور بتلایئے، آپ نے ارشاد فرمایا (وہ عمل) اللہ کا ذکر ہے۔"

(۳) ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کوئی صدقہ (عملِ خیر) اللہ کے ذکر سے افضل نہیں ہے۔"

(۴)ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے بتلایا کہ: اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے (اس پر مامور) ہیں کہ راستوں میں گھوم پھر کر اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں پس جب وہ کسی جماعت کو اللہ جل شانہ کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو آپس میں ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ اپنے مقصود (ذکر اللہ) کی طرف آجاؤ، تو وہ سب فرشتے مل کر آسمانِ دنیا تک ان ذکر کرنے والوں کو اپنے بازوؤں کے سایہ میں لے لیتے ہیں۔ آخر حدیث تک۔

(۵)ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:۔

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُس شخص کی مثال جو اپنے پروردگار کا ذکر کرتا ہے اور اُس شخص کی جو اپنے پروردگار کا ذکر نہیں کرتا ''زندہ'' اور ''مردے'' کی سی مثال ہے۔''

(۶)ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:۔

''رسول اللہ ﷺ نے بتلایا: جب بھی کوئی جماعت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھتی ہے تو فوراً (رحمت کے) فرشتے ان کو (چاروں طرف سے) گھیر لیتے ہیں اور اللہ کی رحمت اُن کو ڈھانپ لیتی ہے، سکون و اطمینان ان پر برسنے لگتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اُن (فرشتوں) سے اِن ذکر کرنے والوں کا تذکرہ کرتے ہیں جو اس کے پاس (موجود رہتے) ہیں۔''

(۷)ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:۔

ایک صحابی نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ "اسلام" کے (موجبِ اجر و ثواب) احکام تو بہت ہو گئے آپ تو مجھے کوئی ایسی چیز بتلا دیجئے جس کو میں مضبوط پکڑ لوں (اور برابر کرتا رہوں) آپ نے فرمایا: تمہاری زبان برابر اللہ کے ذکر سے تر و تازہ رہنی چاہیے۔''

(۸)ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:۔

''ایک صحابی (معاذ بن جبل) کہتے ہیں کہ آخری بات جس پر میں رسول اللہ ﷺ سے جُدا ہوا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے آپ سے دریافت کیا: کونسا عمل اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: (وہ عمل یہ ہے) کہ تمہیں اس حالت میں موت آئے کہ تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔''

(۹) ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:۔

''انہی صحابی (معاذ) نے عرض کیا: یارسول اللہ آپ مجھے (کچھ) وصیت کیجیے آپ نے فرمایا: اپنے مقدور بھر اللہ کے تقویٰ (خوف وخشیۃ) کو اپنے اُوپر لازم کرلو اور ہر حجر وشجر کے پاس (یعنی ہر جگہ) اللہ کا ذکر کیا کرو اور جو بھی کوئی بُرا کام کر بیٹھو فوراً اللہ تعالیٰ کے سامنے اس سے ازسرِ نو توبہ کرو، پوشیدہ گناہ کی پوشیدہ توبہ، اور اعلانیہ گناہ کی اعلانیہ توبہ۔''

(۱۰) ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:۔

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: کسی بھی آدمی نے کوئی عمل ایسا نہیں کیا جو اللہ کے ذکر سے زیادہ اس کو اللہ کے عذاب سے نجات دلانے والا ہو۔''

(۱۱) اِسی روایت میں آیا ہے کہ:۔ ''صحابہ نے عرض کیا: (یارسول اللہ) نہ اللہ کی راہ میں جہاد؟ آپ نے فرمایا: (ہاں) نہ اللہ کی راہ میں جہاد بجز اس شخص کے جو اپنی تلوار سے دشمنوں کی گردنیں اس قدر کاٹے کہ وہ ٹوٹ جائے (آخری جملہ) آپ نے تین مرتبہ فرمایا:''

(۱۲) ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:۔ ''اگر ایک آدمی کی گود میں درہم (روپے بھرے) ہوں، اور وہ ان کو (برابر) تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا آدمی برابر اللہ کا ذکر کر رہا ہو تو اللہ کا ذکر کرنے والا اُس (درہم تقسیم کرنیوالے) سے افضل واعلیٰ ہوگا۔''

(۱۳) ایک اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ:۔

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم بہشت کے سبزہ زاروں میں گذرا کروتو سیر ہوکر چرلیا کرو (یعنی ذکراللہ کی نعمت خوب اچھی طرح حاصل کرلیا کرو) صحابہ نے عرض کیا بہشت کے باغ کیاہیں؟ آپ نے فرمایا:"ذکر کے حلقے"(مجمع)۔''

(۱۴)ایک اور حدیثِ قدسی میں ہے کہ:۔ ''اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: آج تمام اہل محشر کو معلوم ہوجائے گا کہ کرم (عزت واحترام) کے لائق کون لوگ ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: یارسول اللہ یہ عزت واحترام کے لائق کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ مسجدوں میں ذکر کی مجلسیں (منعقد) کرنیوالے (ذاکرین) ہیں۔''

(۱۵)ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:۔

''ہر آدمی کے دل کی دو کوٹھڑیاں ہوتی ہیں؟ ایک میں فرشتہ (رہتا ہے) اور دوسری میں شیطان پس جب وہ شخص اللہ کے ذکر میں مصروف ہوجاتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے، اور جب اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان اپنی چونچ اس کے دل میں رکھ دیتا ہے (یعنی اس کے دل پر مسلط ہوجاتا ہے) اور (طرح طرح کے) وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔''

(۱۶)ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:۔ ''جس شخص نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور پھر سورج نکلنے تک (وہیں) بیٹھا ہوا اللہ کا ذکر کرتا رہا، پھر دو رکعتیں (اشراق کی) پڑھیں (پھر مسجد سے واپس آیا) تو اس کو ایک ''حج'' اور ایک ''عمرہ'' کی مانند اجر ملے گا۔ پُورے (حج اور عمرہ) کا 'پورے حج اور عمرہ کا 'پورے حج اور عمرہ کا' اسی روایت کے دوسرے الفاظ یہ ہیں: وہ ایک حج اور ایک عمرہ کا اجر لیکر (مسجد سے) واپس ہوگا''

(۱۷)ایک اور حدیث میں آیا ہے:۔

''(ذکراللہ سے) غافل لوگوں (کے ماحول) میں اللہ کا ذکر کرنے والا اُس مجاہد کی

مانند ہے جو (میدان جنگ سے) بھاگنے والوں (کی جماعت) میں ثابت قدم رہا۔''

(۱۸) ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:۔

''جو کوئی جماعت کسی بھی مجلس میں جمع ہوئی اور اللہ کا ذکر کیئے بغیر وہاں سے منتشر ہوگئی تو یوں سمجھو کہ وہ ایک مُردار گدھے کی نعش (پر جمع ہوئے تھے اور اُسے کھا کر) منتشر ہوگئے اور ان کی یہ مجلس قیامت کے دن ان کے لئے بڑی حسرت وافسوس کا موجب ہوگی۔''

(۱۹) ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:۔

''جو شخص بھی کسی راستہ پر (کسی کام کے لئے) چلا اور اس (اثنا) میں اللہ کا ذکر نہیں کیا تو یہ (غفلت) اس کے لئے حسرت وحرمان کا موجب ہوگی اور جو شخص بھی اپنے بستر پر لیٹا اور اُس نے اللہ کا ذکر نہیں کیا تو یہ (غفلت) اُس کے لئے حسرت وحرمان کا موجب ہوگی۔

(۲۰) ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:۔ ''ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو اُس کا نام لے کر آواز دیتا ہے کہ اے فلاں (پہاڑ) کیا تیرے پاس سے کوئی ایسا آدمی گذرا ہے جس نے (گزرتے وقت) اللہ کا ذکر کیا ہو تو جب وہ (جواب میں) کہتا ہے ''ہاں'' تو وہ خوش ہوتا ہے (اور اس کو) مبارکباد دیتا ہے۔ آخر حدیث تک۔

(۲۱) ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:۔ ''اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جو اللہ کے ذکر کے لئے سورج، چاند، ہلال اور ستاروں اور سایوں کے دیکھ بھال رکھتے ہیں (اور ہر وقت اور موقعہ کے مناسب اللہ کا ذکر کرتے ہیں)۔''

(۲۲) ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:۔ (قیامت کے دن) جنت والے کسی چیز پر افسوس نہ کریں گے بجز اُس ساعت کے جو ان پر گزر گئی اور اس میں انھوں نے اللہ کا ذکر نہیں کیا (کہ کاش اس ساعت میں بھی ہم اللہ کا ذکر کرتے اور اس کا بھی اجر وثواب پاتے)

(۲۳)ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:۔

"تم اتنی کثرت سے اللہ کا ذکر کیا کرو کہ لوگ تم کو دیوانہ کہنے لگیں۔"

(۲۴)ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:۔

رسول اللہﷺ صحابہ کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ وہ تکبیر (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) تقدیس (**سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ**) اور تہلیل (**لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ**) کی تعداد کا خیال رکھا کریں اور انھیں انگلیوں پر شمار کیا کریں۔ فرمایا اس لئے کہ قیامت کے دن ان انگلیوں سے دریافت کیا جائیگا اور انھیں (قوتِ گویائی دے کر) بلوایا جائیگا (اور وہ بتلائیں گی کہ کتنی تعداد میں تکبیر و تقدیس و تہلیل کی تھی)۔

(۲۵)ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:۔

"رسول اللہﷺ نے عورتوں سے خطاب کر کے فرمایا: تم تسبیح (سبحان اللہ) تقدیس (سبحان الملک القدوس) اور تہلیل (لا الہ الا اللہ) کو اپنے اوپر لازم کرلو اور (کبھی) ان سے غفلت نہ کرو کہ تم اللہ کی رحمت سے فراموش (محروم) کردی جاؤ۔"

(۲۶)ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:۔ "حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہﷺ کو سیدھے ہاتھ کی انگلیوں پر تسبیح پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔"

(۲۷)ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:۔

"رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ مجھے صبح کی نماز کے بعد سے سورج نکلنے تک اللہ کا ذکر کرنے والے لوگوں کے ساتھ بیٹھنا اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں حضرت اسمٰعیلؑ کی نسل کے چار غلاموں کو آزاد کردوں، اور (اسی طرح) میں ان لوگوں کے ساتھ بیٹھوں جو عصر کی نماز کے بعد سے سُورج ڈوبنے تک اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں چار غلام (اولادِ اسماعیل کے) آزاد کروں۔"

(۲۸)ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:۔

"(رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا) تنہا سفر کرنے والے سبقت لے گئے' صحابہ نے عرض کیا (یا رسول اللہ) یہ تنہا سفر کرنے والے کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔" اسی روایت کے دوسرے الفاظ میں ہے کہ اللہ کے ذکر کے شیدائی، یہ اللہ کا ذکر ان کے (گناہوں کے) بوجھ ہلکے کرتا رہتا ہے، چنانچہ وہ قیامت کے دن (اللہ کے دربار میں) ہلکے پھلکے ہو کر آئیں گے۔

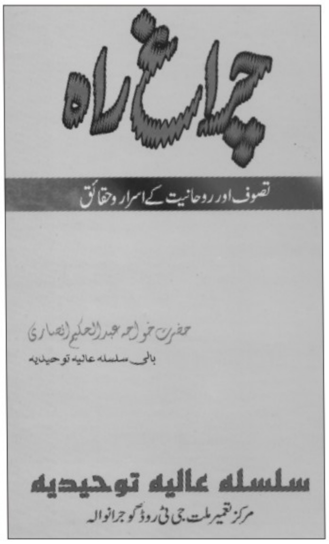
(۲۹)ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:۔ "رسول اللہ ﷺ نے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا (علیہ السلام) کو پانچ باتوں کا حکم دیا کہ وہ خود بھی ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی حکم دیں کہ وہ بھی ان پر عمل کریں (راوی نے) پوری حدیث بیان کی' یہاں تک کہ حضرت یحییٰ نے کہا کہ میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ تم (کثرت سے) اللہ کا ذکر کیا کرو اس لئے کہ اس ذکر کرنے والے کی مثال اُس شخص کی سی ہے جس کے تعاقب میں دشمن انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ نکلا ہو' اور وہ (شخص بھاگتے بھاگتے) ایک محفوظ قلعے تک پہنچ گیا ہو اور اس میں پناہ گزین ہو کر دشمن سے اپنی جان بچالی ہو' بالکل اسی طرح اللہ کا بندہ (اپنے دشمن) شیطان سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا اور کسی چیز سے اپنے کو نہیں بچا سکتا۔"

(۳۰)ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:۔ "رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم دنیا میں کچھ لوگ نرم و گداز بستروں پر لیٹ کر بھی (سونے کے بجائے) اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے ہیں انھیں اللہ تعالیٰ جنت کے اعلیٰ درجات میں داخل فرمائے گا۔

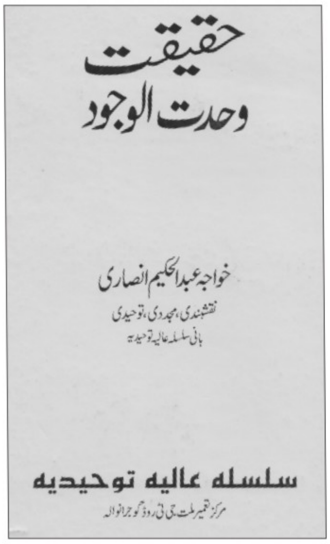
(۳۱)ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:۔

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک وہ لوگ جن کی زبانیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر و تازہ رہتی ہیں وہ ہنستے ہوئے جنت میں جائیں گے۔"

بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی شہرہ آفاق تصانیف

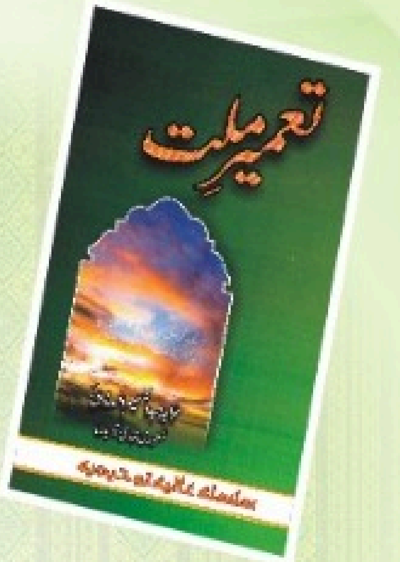


کتاب ہذا بانی سلسلہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے خطبات پر مشتمل ہے۔ جو آپ نے سالانہ اجتماعات پر ارشاد فرمائے اسمیں درج ذیل خصوصی مسائل پر روشنی ڈالی گئی۔سلوک وتصوف میں ذاتی تجربات، مرشد کی تلاش کے دس سالہ دور کا حال۔زوال اُمت میں اُمراء ،علماء، صوفیاء کا کردار۔علماء اور صوفیاء کے طریق اصلاح کا فرق۔تصوف خفتہ اور بیدار کے اثرات اور تصوّف کے انسانی زندگی پر اثرات۔سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے قیام سے فقیری کی راہ کیونکر آسان ہوئی۔

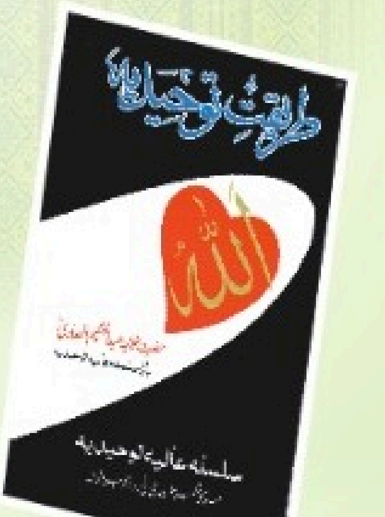


وحدت الوجود کے موضوع پر یہ مختصر سی کتاب نہایت ہی اہم دستاویز ہے۔مصنّفؒ نے وحدت الوجود کی کیفیت اور روحانی مشاہدات کو عام فہم دلائل کی روشنی میں آسان زبان میں بیان کردیا ہے۔آپ نے جن دیگر موضوعات پر روشنی ڈالی ہے وہ یہ ہیں:۔حضرت مجدد الف ثانیؒ کا نظریہ وحدت الشہود، انسان کی بقاء اور ترقی کیلئے دین کی اہمیت اور ناگزیریت، بنیادی سوال جس نے نظریۂ وحدت الوجود کو جنم دیا اور روحانی سلوک کے دوران بزرگان عظّام کو ہوجانے والی غلط فہمیاں۔

سلسلہ توحیدیہ کی مطبوعات



قرونِ اولیٰ میں مسلمانوں کی بے مثال ترقی اور موجودہ دور میں زوال وانحطاط کی وجوہات، اسلامی تصوف کیا ہے؟ سلوک طے کرنے کا عملی طریقہ، سلوک کا ماحصل اور سلوک کے ادوار، ایمان محکم کس طرح پیدا ہوتا ہے؟ عالم روحانی کی تشریح، جنت، دوزخ کا محل وقوع اور ان کے طبقات کی تعداد، انسانی روح کی حقیقت کیا ہے؟ روح کا دنیا میں آنا اور واپسی کا سفر، اسلامی عبادات، معاملات، اور اخلاق و آداب کے اسرار و رموز اور نفسیاتی اثرات، امت مسلمہ کے لئے اپنے کھوئے ہوئے مقام کے حصول کیلئے واضح لائحہ عمل۔



یہ کتاب سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا آئین ہے۔ اس میں سلسلے کی تنظیم اور عملی سلوک کے طریقے تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ جو لوگ سلسلہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں انہیں یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہئے۔ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے تصوف کی تاریخ میں پہلی مرتبہ فقیری کا مکمل نصاب اس چھوٹی سی کتاب میں قلم بند کر دیا ہے۔ اس میں وہ تمام اوراد و اذکار اور اعمال و اشغال تفصیل کے ساتھ تحریر کر دیئے ہیں، جس پر عمل کر کے ایک سالک اللہ تعالیٰ کی محبت، حضوری، لقاء اور معرفت حاصل کر سکتا ہے۔

Reg: CPL - 01

Website www.tauheediyah.com